بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

جلد ۱۳ | بابت ماہ مارچ ۱۹۱۸ء مطابق جمادی الاول ۱۳۳۶ | نمبر ۳

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے عہ طلباء سے ع غیر ممالک سے ۳ے

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا اور چوہدری عبدالسلام صاحب پبلشر نے شائع کیا

ایک درخواست
تشحیذ کی زندگی چاہنے والوں کی خدمت میں

میرے پیارے بھائیو! اول تو میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں جس نے اپنی خاص رحمت سے باوجود ایسی سخت مشکلات کے کہ خرچ کرنے کے لئے روپیہ کافی نہیں تو بھی تشحیذ کو ابتک زندہ رکھا اور اسکے نمبر ایک دوسرے سے بڑھکر علمی ذخیرہ لئے ہوئے نکلتے رہے جنوری و فروری کے رسالہ میں تاویل المتشابہات کے نام سے جو بیش بہا مضمون نکلا ہے وہ سلسلہ احمدیہ میں اس موضوع پر مکمل مضمون ہے اور جو عکس شیعہ مجتہد کے خط اور اپنے خوارج کی تحریر کے دئے گئے وہ بھی ایک کاری حربہ کا کام دے گئے فالحمد للہ علیٰ ذٰلک یہ نمبر ۸؍ کی قیمت وصول کرنے کے لئے وی پی کئے گئے تھے جیسے ایک تہائی اصحاب نے واپس کر کے نقصان پہنچایا اور دو سو ایسے مہربان ہیں جنکے ذمے ۸؍ کا چندہ سالانہ ہے ان حالات میں آپ فرمائیے کہ ہم اتنا خرچ کیونکر چلائیں جبکہ کاغذ کی گرانی کا یہ حال ہے کہ بجائے ۱۲؍ رم کے اب قریباً ۲۴؍ ایک رم پر خرچ کرنا پڑتا ہے اگر خریداروں کی تعداد ایک ہزار ہو تو بھی اتنی آمد ہو سکتی ہے کہ تشحیذ چلتا رہے لیکن موجودہ صورت میں تو باوجود صد درجہ کی کفایت کے اخراجات متعلقہ نہیں چل سکتے آپ صاحبان اگر توجہ فرماویں اور اپنے اپنے مقام میں تحریک کر کے پانچ پانچ خریدار تشحیذ کو بہم پہنچائیں تو ایک مہینے ہی میں تمام مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔

تشحیذ کے متعلق ایک دو دوستوں نے یہ شکایت کی ہے کہ مشکل ہے سمجھا نہیں جا سکتا۔ میں انکی خدمت میں عرض کرونگا کہ تشحیذ تفریح طبع کے لئے نہیں چھاپا جاتا یہ تو آپکی علمی استعداد بڑھانے اور تشحیذ اذہان کے لئے ہے بس ضرور ہے کہ آپ اسے سوچ سمجھکر پڑھیں میں نے عمداً یہ التزام کر رکھا ہے کہ اسمیں جو مضمون چھپے علمی رنگ میں مختصر اور جامع لکھا ہوا ہو۔ اخباری طرز میں بھی خدا کے فضل سے مجھے لکھنا آتا ہے اور میں ہر روز کوئی نہ کوئی مضمون لکھتا ہوں مگر رسالہ کے لئے ایسے ہی مضامین چاہئیں چونکہ ہماری جماعت کی ایک خاص پوزیشن ہے اسلئے انہیں علماء کے رنگ میں تربیت پانی چاہئے عامیانہ مذاق کا تتبع درست نہیں پس میرے احباب رسالہ کی توسیع اشاعت میں کوشش کریں اور بار بار عرض کرنے پر مجبور کر کے اپنے انکو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ مارچ ۱۹۱۸ء

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ وصدیقیہ احمدیہ

شجرہ نقشبندیہ نقشبندی طریق کا شجرہ یوں بیان کیا جاتا ہی یعنی وہ اپنی نسبت تعلیم روحانی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اس طرح پر ملاتے ہیں۔

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۲۔ حضرت صدیق اکبر ۳۔ حضرت سلمان فارسی

۴۔ امام قاسم بن محمد بن ابی بکر ۵۔ امام جعفر صادق ۶۔ حضرت بایزید بسطامی

۷۔ خواجہ ابوالحسن خرقانی ۸۔ خواجہ ابوعلی فارمدی ۹۔ خواجہ ابویوسف ہمدانی

۱۰۔ خواجہ عبدالخالق عجدوانی ۱۱۔ خواجہ عارف ریوگری ۱۲۔ خواجہ محمود

۱۳۔ خواجہ علی رامتنی ۱۴۔ خواجہ محمد باباسماسی ۱۵۔ خواجہ سید امیر کلال

۱۶۔ امام الطریقہ خواجہ بہاؤالدین نقشبند ۱۷۔ خواجہ علاؤالدین عطار ۱۸۔ مولانا یعقوب چرخی

۱۹۔ خواجہ عبیداللہ احرار ۲۰۔ مولانا محمد زاہد ولی ۲۱۔ محمد درویش رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ خواجہ محمد امکنکی ۲۳۔ خواجہ باقی باللہ ۲۴۔ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی

بہاء الدین نقشبند

خواجہ بہاؤالدین نقشبند ماہ محرم ۷۱۸ھ میں پیدا ہوئے۔ آپکی تربیت میر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد ہوئی۔ ایکدن آپ بیٹھے تھے ناگاہ آواز آئی بہاؤالدین کیا وقت نہیں آیا کہ تو سب کچھ چھوڑ کر ہماری طرف متوجہ ہو اسکے بعد حالت بدل گئی جذبہ شوق الٰہی دن بدن بڑھتا گیا آپ راتوں اکثر بخارا کے مزاروں پر پھرتے تھے وہاں ایک کشفی حالت طاری ہوگئی خواجہ عبدالخالق عجدوانی کو دیکھا فرماتے ہیں عمل بہ عزیمت اور سنت کرو رخصت اور بدعت سے پرہیز کرو۔ پیروی رسول و آثار صحابہ کرام سے خدا کو پاؤ۔ آپ میر کلال کی صحبت میں بیٹھے ان کے مرید ذکر جہر کرتے یہ اسوقت حلقہ سے اٹھ آتے اور ذکر خفی میں مشغول رہتے میر کلال نے آپکو رخصت کیا اور فرمایا اب تم مزید تعلیم کے لئے کسی اور سے ملو خواب میں آپکو ایک بزرگ دکھایا گیا جس کی شکل یاد تھی۔ ایک دن بازار میں ملگیا آپ اسکے ساتھ رہے جب حج سے واپس ہو کر طوس میں آئے۔ تو شاہ معز الدین حسینی والئے ہرات نے طلب کیا بادشاہ نے پوچھا کہ آپکو مشیخت آباؤ اجداد سے ملی ہے؟ جواب دیا نہیں جذبۂ عنایت الٰہی نے خود ہی مقام وصل تک پہنچا دیا بادشاہ نے پوچھا آپ ذکر جہر اور سماع کرتے ہیں جواب دیا نہیں ہمارا اصول ہے خلوت در انجمن سفر در وطن ہوش در دم۔ نظر بر قوم۔ جو حضور ذوق سماع سے ہو سکتا ہے اسکو قیام نہیں آپ دوسری جگہ حج کو جانے لگے تو مولٰنا زین الدین سے ہرات میں ملاقات ہوئی انہوں نے کہا۔ برائے ما ہم اے خواجہ نقشبند یعنے توجہ کر اس سے غالباً آپکا لقب نقشبند ہوگیا آپنے ۷۳ سال کی عمر میں ۳۔ ربیع الاول ۷۹۱ھ انتقال فرمایا آپسے کسی نے کہا کہ کرامت دکھاؤ کہنے لگے باوجود اسقدر گناہوں کے زمین پر چلتا ہوں دھنس نہیں جاتا کیا یہ کم کرامت ہے۔

اسی سلسلہ میں خواجہ محمد باقی عرف باقی باللہ ہوئے ہیں جو کابل میں ۹۷۱ھ میں پیدا ہوئے علم ظاہری مولٰنا محمد صادق سے پڑھا اور پھر قبل از تکمیل تحصیل مشائخ ماوراءالنہر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خواجہ امکنکی کو خواب میں دیکھا۔ انکی خدمتمیں حاضر ہوئے ہندوستان آنیکا حکم ملا۔ لاہور پہنچ کر ایکسال کے قیام کے بعد دہلی قلعہ فیروزی میں سکونت

اختیار کی اخیر دم تک وہاں رہے اور ۱۰۱۲ھ ۲۵ جمادی الثانی کو انتقال فرمایا۔

مجدّد الف ثانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کو خواجہ باقی باللہ سے انتساب ہے پیدائش ۱۴۔شوال ۹۷۱ھ مقام سرہند (ریاست پٹیالہ) آپنے قرآن مجید حفظ کیا مولنٰنا کمال سیالکوٹی سے تعلیم حاصل کی اور کچھ دیگر علماء سے ۱۷ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو گئے ایکدفعہ آپ آگرہ گئے ابو الفضل سے بھی ملاقات ہوئی ۱۰۰۷ھ میں آپکے والد فوت ہوئے ۱۰۰۸ھ میں بارادہ حج روانہ ہوئے راہ میں دہلی آئی تو خواجہ باقی باللہ کی تعریف سُنی انکے پاس ٹھہر گئے اور انہوں نے داخل طریقہ کیا دو مہینے میں تمام نسبت نقشبندیہ حاصل کر لی اس تکمیل کے بعد سرہند آئے۔ اور جب دوسری مرتبہ حاضر ہوئے تو خواجہ باقی اللہ نے آپکو اجازت ارشاد و افادہ فرمائی۔ اور خلعت خلافت دی اسکے بعد آپکی شہرت بہت بڑھ گئی حتیٰ آپکے مرشد بھی آپ کی تعظیم و تکریم کرتے۔

مجددیت کا دعویٰ گیارھویں صدی کے سر پر آپنے دعویٰ کیا کہ میں مجدد الف ہوں۔ فرماتے ہیں:۔

"بدانند کہ بر سر مائۃ مجددے گذشتہ است اما مجدد مائۃ دیگر است و مجدد الف دیگر چنانچہ درمیان مائۃ و الف فرق است در مجددین اینہا نیز ہمانقدر فرق است بلکہ زیادہ ازان و مجدد آنست کہ ہرچہ دراں مدت از فیوض بامتاں رسد بتوسط او برسد"

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔کہ:۔

"اے فرزند ایں آں وقت است کہ در امم سابقہ دریں چنیں وقتے کہ پر از ظلمت است پیغمبر اولو العزم مبعوث گشت و بنائے شریعت جدیدہ میکرد۔ دریں امت کہ خیر الامم است و پیغمبر ایشاں خاتم الرسل علماء را مرتبہ بنی اسرائیل دادہ اند و بوجود علماء بوجود انبیاء کفایت فرمودہ اند لہٰذا بر سر ہر مائۃ از علماء دیں امت مجددے تعیین مینمایند کہ احیاء شریعت فرمایند علی الخصوص کہ بعد از الف کہ در امم سابقہ وقت بعثت پیغمبر اولو العزم است در پیغمبری دراں وقت اکتفا نمودہ اند۔ دریں طور وقت عالمے عارفے تام المعرفت از ایں امت درکار است کہ قائم مقام اولو العزم انبیاء باشد"

مجددؒ الف نے اپنا مرتبہ بتایا +

مطلب یہ ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد ہوتا ہے اور پھر ہزار کے سر پر ایک مجدد ہوتا ہے جو صدی کے مجددوں سے مرتبہ میں بہت بڑا ہوتا ہے پھر فرماتے ہیں کہ یہ وہ وقت ہے جب اگلی امتوں میں اولوالعزم پیغمبر مبعوث ہوتا تھا اب بموجب حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل قائمقام اولوالعزم پیدا ہوا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہزار سال خیر القرون کے بعد گننا چاہیئے جو ۳۰۰ سو سال کا زمانہ ہے اور اس طرح پر چودہویں صدی کے سر پر وہ اولوالعزم پیدا ہوتا ہے جو تمام انبیاء کے کمالات کا جامع اور مثیل نبی بلکہ فی الحقیقت نبی ہو۔ اور اس طرح پر حضور کا نام مجددؒ الف آخر قرار پایا۔ الف ثانی تو امت محمدیہ کے اولیاء مجددین کے اعتبار سے ہے جس کے مجدد حضرت شیخ احمد سرہندی ہیں اور الف آخر ابتداء دنیا کے اعتبار سے ہے پانچویں ہزار میں نبی کریم سید المرسلین اور ساتویں میں مسیح موعود خاتم الاولیاء۔

مجددؒ ہونے کا دعویٰ

حضرت شیخ احمد سرہندی کو خدا تعالےٰ سے بالمشافہ کلام کا دعویٰ تھا جس کی نسبت وہ فرماتے ہیں ان کلامہ مع البشریٰ قد یکون شفاھًا وذٰلک الافراد من الانبیاء وقد یکون ذٰلک لبعض المکمّل من متابعیھم بالتبعیۃ والوارثۃ واذا کثر ھٰذا القسم من الکلام مع واحد منھم سمی محدثًا۔ یعنے اللہ تعالیٰ بشر سے کلام فرماتا ہی ایسے لوگ انبیاء کہلاتے ہیں یعنی جس سے بہ کثرت مکالمہ مخاطبہ شفاہًا ہو وہ انبیاء ہیں۔ اور کبھی کبھی یہ نعمت مکمل افراد امت محمدیہ کو بھی بوجہ پیروی کامل وراثت حاصل ہوتی ہے ان کا نام محدث رکھا جاتا ہے۔ مجدد صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ یہ کلام معمولی الہام اور القاء اور فرشتے کے ساتھ مکالمہ سے بالاتر ہے اور رو در رو شفاہًا ہے یہ لازم نہیں آتا کہ متکلم سامع کو نظر بھی آتا ہو وھٰذا غیر الالہام وغیر الالقاء فی الروع وغیر الکلام الذی مع الملک انما یخاطب بھٰذا الکلام الانسان الکامل الجامع × × ولا یلزم من کون الکلام شفاھًا ان یکون المتکلم مرئیًا للسامع لجواز ان یکون السامع ضعیف البصر لا یحمل شعشان النوارۃ حضرت مسیح موعود نے اس پر اتنا مستزاد فرمایا ہے کہ جس پر کثرت اظہار امور غیبیہ و مکالمہ و مخاطبہ اتنا ہو کہ باعتبار کیفیت و کمیت زمانہ میں اسکی نظیر نہ پائی جائے تو وہ محدث ہی نہیں بلکہ نبی کہلائیگا

اور آپ نے یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ مجھ سے پہلے جس قدر صلحاء و اولیاء امت محمدیہ میں گزرے ہیں وہ اگرچہ نسبتاً کثرت مکالمہ سے مشرف ہوئے اور ان کے کمّل افراد محدث کہلائے مگر یہ کثرت اس درجہ تک نہیں پہنچی کہ جو نبوت پانے اور نبی کہلانے کے لئے شرط ہے۔

کمالات نبوت کے حصول کا دعوٰی

آپ نے فرمایا ہے کہ سابقان بالاصالت انبیاء اند علیہم الصلوٰة والتسلیمات و بہ تبعیت ہر کرا بایں دولت مشرف سازند ایں دولت بیشتر بہ تبعیت در اکابر اصحاب انبیاء بر سبیل قلت و ندرت در غیر اصحاب نیز متحقق است و فی الحقیقۃ این شخص نیز از زمرۂ اصحاب است و ملحق بکمالات انبیاء علیہم السلام در حق او مگر فرمودہ علیہ الصلوٰة مثل امتی مثل المطر لا یدریٰ اولہم خیر ام آخرہم۔ ہر چند فرمودہ آنحضرت خیر القرون قرنی ایں را باعتبار قرون گفتہ و آں را باعتبار اشخاص یعنے پہلے راستبازیہ نعمت بالاصالت پا کر انبیاء بنے اور اب جو اس دولت سے مشرف ہوگا وہ ظلّی طور پر ہوگا۔ اکابر اصحاب نبی کریم میں سے بہت ایسے تھے اور غیر اصحاب میں سے بھی ہیں یہ شخص بھی صحابہ کے زمرے میں داخل ہے اور ملحق بہ کمالات انبیاء اور حضور علیہ الصلوٰة نے خیر القرون قرنی باعتبار قرون فرمایا اور پھر یہ کہ میری امت کی مثال بارش کی مانند ہے نہیں معلوم کہ اسکا پہلا اچھا یا آخر یہ باعتبار اشخاص کے فرمایا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اس حقیقت کو یوں واضح کیا کہ چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے اسلئے آپ کے فیض اتباع سے آپکی امت میں سے ہزاروں ایسے ہوئے جنہوں نے کمالات انبیاء سابقین پائے مگر باایں ہمہ وہ نبی نہ ہوئے کیونکہ اب نبی کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ جامع جمیع کمالات محمدیہ ہو پس جیسا کہ حدیث میں آیا ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مطابق بہت علماء امت محمدیہ ایسے تھے جنمیں سے ہر ایک کسی نہ کسی نبی کا مثیل یعنی اسکے کمالات رکھتا تھا اور پھر آخر میں وہ بھی ہوا جو نبی بھی ہے اور امتی بھی جس کے لئے صحیح حدیث میں نبی اللہ کا خطاب ہے اسلئے کہ خدا نے اسکے اندر حضرت محمد رسول اللہ کے تمام کمالات کو جمع کیا اور جب اس نے اپنے آئینہ قلب میں محمدی نبوت کا کامل انعکاس لیا جیسے چودہویں کا چاند سورج کی روشنی لیتا ہے تو وہ محمد ہونے کے اعتبار سے نبی کہلایا۔ اور اسنے احمد کا نام پایا جسمیں جمالی شان کا اظہار ہے اور یہ ایک نیچرل بات ہے کہ سورج

کی روشنی چاند میں آکر بجائے جلال کے جمال دکھاتی ہے اسی طرح محمدی نبوت جب مسیح موعود میں آگئی تو وہ اسمہٗ احمد کی پیشگوئی پوری کرنے والی ہوئی۔

مجدد صاحب کی فضیلت

مجدد صاحب کو دعویٰ تھا کہ انہیں منصب قیومیت عطا ہوا۔ جس کی تفسیر ان الفاظ میں کیگئی قیوم دریں عالم خلیفۂ حق است جل و علا و نائب مناب او و اقطاب ابدال در دائرہ ظلال وے قبلہ توجہ جہانیان او است و قیام عالمیان بذات او۔

(۲) آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ لی مع اللّٰہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل میرے لئے اللہ کے ساتھ ایسا وقت آتا ہے کہ اسوقت کوئی ملک مقرب اور نبی مرسل امر مقسم تک نہیں پہنچتا۔ مجدد صاحب فرماتے ہیں جائز ہے کہ اس موطن خاص میں کسی خادم کو بھی بوراثت و تبعیت پہنچا دیا جائے مطلب یہ کہ میں ایسا ہوں پھر فرماتے ہیں اس سے غیر نبی کی نبی پر فضیلت لازم نہیں آتی کیونکہ یہ فضیلت جزئی ہے (در تابع تحقیقی نہایت معاملہ تفضیل جزئی میکشد کہ دراں محذور نیست) حضرت مسیح موعود بھی پہلے پہل ہر فضیلت کی بات کو فضیلت جزئی قرار دیتے رہے مگر حقیقۃ الوحی میں آپنے کھلے کھلے الفاظ میں فرمایا اور دافع البلاء میں بھی فرمایا کہ میں مسیح ابن مریم سے تمام شان میں بڑھکر ہوں یعنی فضیلت کلی رکھتا ہوں اس سے یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا کہ آپ نبی تھے کیونکہ غیر نبی کو نبی پر فضیلت تمام شان میں نہیں ہوسکتی۔

(۳) مجدد صاحب نے فرمایا ہے کہ سوا نبوت جو کمالات نوع بشری ممکن ہیں وہ مجھے دیئے گئے ہیں۔

(۴) ایک کشف بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک مکان کا طواف کر رہا ہوں ایک اور جماعت شریک طواف ہے جسمیں بعض کی سیر بہت سست ہے یہ مکان فوق العرش تھا اور یہ جماعت انبیاء کرام کی تھی آپنے امت محمدیہ کا ولی و محدث ہونے کی حیثیت سے بعض انبیاء بنی اسرائیل پر فضیلت جزئی پائی۔

(۵) فرماتے ہیں میںنے ایک صفہ بلند پر جمیع انبیاء کو دیکھا جگہ نہ تھی حضرت خلیل اللہ نے باواز بلند فرمایا یا ایھا الذین آمنوا تفسحوا فی المجالس اسپر جگہ نکل آئی اور آپ ان کے زمرے

میں بیٹھ گئے

(۶) آپکو ایک روز الہام ہُوا۔ غفرت لك ولمن توسل بك

(۷) حضور کی شان اولیاء میں ایسی ہے جیسی انبیاء میں اولعزم کی۔

(۸) حضرت نبی کریم نے بشارت دی کہ یکون رجل فی امتی یقال لہ صلة یدخل الجنة بشفاعته کذا وکذا۔ حضرت مجدد فرماتے ہیں الحمد للہ الذی جعلنی صلة البحرین ومصلحا بین الفئتین

حضرت امام مہدی کی بشارت

حضرت نے فرمایا کہ مجھے بتایا گیا ہے میری تمام مرقومات حضرت مہدی آخرالزمان کے نظر سے گزرینگی اور انکی مقبول ہونگی۔ (۲) حضرت نے فرمایا جو معاملات وکمالات اللہ تعالےٰ نے مجھ پر فرمائے ہیں وہ امام مہدی تک کسی اور پر نہ ہونگے (۳) حضور نے فرمایا کہ حضرت امام مہدی اس طریقہ کی نسبت حاصل کرینگے اور یہ نسبت ان پر بوجہ اکمل ظاہر ہوگی۔

متفرق باتیں

حضرت خضر فوت ہو چکے۔ مجدد صاحب فرماتے ہیں ایک روز صبح کے وقت حلقہ میں حضرت الیاس وخضر تشریف لائے حضرت خضر نے کہا ہم عالم ارواح سے ہیں۔

امام ابو حنیفہ کی تقلید سے آزاد

فرماتے ہیں میں نے دیکھا رسول اللہ تشریف لائے اور فرمایا تو مجتہد علم کلام ہے اسوقت سے میری رائے علیحدہ ہے اکثر موافق امام اعظم ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ مسیح موعود حنفی ہونگے وہ غور فرمائیں کیونکہ اس سے ظاہر ہے کہ حنفی ہونے سے صرف یہ مراد ہے کہ آپکا ماخذ کتاب و سنت ہے۔

معجزہ دکھانا ضروری نہیں

مجدد صاحب فرماتے ہیں ظہور خوارق وکرامات از شرط ولایت نیست × × چہ ولایت عبارت از قرب الٰہی ست۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے۔ کہ مامور کے لئے خوارق ہوتے ہیں ہاں یہ ضروری نہیں کہ اقتراحی معجزات دکھائے جائیں حضرت مجدد فرماتے ہیں:۔

"طلب خوارق وکرامات از سر خود نکند اگرچہ آں طلب بطریق خواطر وساوس

باشد یا ہیچ شنیدہ کہ مومنے از پیغمبرے معجزہ طلب کردہ باشد معجزہ طلبیاں کفار اند واہل انکار۔"

جو لوگ مسلمان ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں اور پھر کہتے ہیں مرزا صاحب (مسیح موعود) معجزہ دکھائیں تو مانیں وہ حضرت مجدد کے الفاظ معجزہ طلبیاں کفار اند و اہل انکار پر غور فرماویں۔

بہشتی مقبرہ خواجہ محمد معصوم فرماتے ہیں حضرت مجدد کو بشارت دی گئی تھی کہ روضہ مقدسہ روضہ الیست از ریاض جنت میفرمودند کہ مبشر شدہ ام باآنکہ اگر یک مشت از خاک آں روضہ مبشرہ در قبر شخصے باندازند امید وار بہا عظیم فکیف من دفن فیہا ہمارے مقبرہ بہشتی پر جو وحی الہٰی کے مطابق تیار ہوا۔ اور جس کی نسبت وحی الہٰی ہے انزل فیہا کل برکۃ اعتراض کرنیوالے اس حوالہ کو آنکھیں کھولکر پڑھیں۔

تعلیم فرماتے ہیں "آنچہ بر ما فقیراں لازم است دوام ذل است و افتقار و انکسار و تضرع والتجا و اداے وظایف عبودیت و محافظت حدود شرعیہ و متابعت سنت سنیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و تصحیح نیات در تحصیل خیرات و تخلیص بواطن و تسلیم ظواہر و رویت عیوب و مشاہدہ استیلاء ذنوب و خوف انتقام علام الغیوب و قلیل پنداشتن حسنات خود را اگرچہ اندک باشند و ترساں و لرزاں بودن از شہرت و قبول خلق۔

یعنی عاجزی انکسار اور احکام شرعی کی تعمیل اور سنت نبوی کے اتباع میں لگا رہے نیکیوں کے حصول اور باطن کو خالص رکھنے اور اپنے گناہوں اور عیبوں پر نظر کرتے رہنے اپنی خوبیوں کو کم اور کمزوریوں کے زیادہ سمجھنے میں مشغول رہے اور اپنی شہرت سے ڈرے اور یہ بھی فرمایا کہ تائید دین اور ترویج شریعت کی خدمت پر غرہ نہ کرے اور اپنے آپ کو بڑا نہ سمجھنے لگے کہ رسول اللہ فرماتے ہیں۔ ان اللّٰہ یوید ھذا الدین بالرجل الفاجر (اللہ دین کو فاجر سے بھی تائید دے دیتا ہے) اپنی خدمات پر غرور کرنے والے غور کریں۔

۲۔ فرمایا شرائع برائے رفع ہوائے نفسانی وارد شدہ اند ہر قدر بمقتضائے شریعت بعمل در آید ہما نقدر ہوائے نفسانی رو بزوال آرد لہٰذا اتیان یک حکم از احکام شریعت

در ازالہ ہوائے نفسانی بہتر است از ریاضات و مجاہدات کہ بمقتضائے شریعت واقع نہ شدہ اند مؤید و مقوی ہوائے نفسانی اند برہمناں و جوگیاں در ریاضات و مجاہدات تقصیر نہ کردہ اند۔ اما ہیچ از اینہا سودمند نہ گشتہ و غیر از تقویت نفس و تربیت آں نہ نمودہ مثلاً یک درم در ادائے زکوٰۃ کہ شریعت باں امر فرمودہ است در تخریب نفس سودمند تر است از آنکہ ہزار دینار از پیش خود صرف کنند و طعام خوردن در عید فطر بحکم شریعت نافع تر است در رفع ہوا از آنکہ از نزد خود سالہا صائم باشد و دو رکعت نماز بامداد را بہ جماعت ادا کردن کہ سنتے از سنن بجا آوردن است بمراتب بہتر است از آنکہ تمام شب بصلوٰۃ نافلہ قیام نمائد و نماز بامداد بے جماعت ادا کنند۔“

فارسی آسان ترجمہ کی حاجت نہیں آجکل متصوفین خصوصاً نقشبندی حضرات غور کریں کہ وہ کدھر جا رہے ہیں اور مجدد صاحب کیا فرماتے ہیں۔ جن وظائف و اوراد و توجہ وغیرہ میں وہ مشغول رہتے ہیں کیا اس بات کو تاریخ صحیح سے ثابت کیا جا سکتا ہے کہ نبی کریم صلعم اور آپ کے صحابہ کرام اسی طرح فرمایا کرتے تھے ہرگز نہیں مجدد صاحب نے تو متصوفین کو مختلف بدعات سے نجات دلانے کے لئے ایک طریق بطور علاج الوقت اختیار کیا اب نقشبندی صاحبان اسے اصل اور قائمقام شریعت ہی سمجھ بیٹھے اور انکی تمامتر توجہ ہمت قلب کے جاری کرنے اور تصور شیخ میں لگی رہتی ہے مجدد صاحب تو بار بار یہی فرماتے کہ سنت کی اتباع کرو سنت کا علم احادیث صحیحہ سے ہوتا ہے انہیں ہرگز ان لطائف ان مراقبات کا بایں الفاظ ذکر نہیں اور پھر سنت کا عمل تواتر اعمال امت مرحومہ و اولیاء و مجددین سابقہ کے طرز عمل سے ہوتا ہے ان کی نسبت خود نقشبندیوں کو اعتراف ہے کہ یہ طریقہ امام ربانی مجدد الف ثانی نے جاری فرمایا پھر کیوں اپنے بانی سلسلہ کی ہدایت کے خلاف ریاضتیں کرتے ہیں جن کا اب بوجہ ظہور زمانہ نبوت بطور علاج الوقت بھی موقع نہیں۔

مجدد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں در ایں طریق دوام محافظت بہ سنت و التزام بہ متابعت سنت علی صاحبہا الصلوٰۃ و تسعی در ستر احوال و اختیار توسط احوال و مراعات در اعتدال در مطاعم و ملابس از ریاضات شاقہ و مجاہدات شدیدہ است

اور آپکو اسکا یہانتک اہتمام تھا کہ فرماتے ہیں ”اہل سنت ریاضات و مجاہدات بسیار کردہ اند اما چوں موافق شریعت حقہ نیستند بے اعتبار و خوار اند (۲) پس سرمایہ جمیع سعادات متابعت

سنت است و موّلّدِ جمیع فسادات خلاف شریعت۔

اسی بناء پر آپ مجلس سرود و مولود خوانی میں تشریف نہ لیجاتے اور ذکر جہر کو بدعت جانتے اور چونکہ ریاضات شاقہ سے ایک قسم کی خشکی دماغ اور اختلاج قلب پیدا ہو کر تخیل بڑھجاتا ہے اور انسان سمجھنے لگتا ہے کہ مجھے الہام اور مکاشفے ہوتے ہیں اسلئے فرمایا وکشوف والہامات راتا برمحک کتاب و سنت نزنند بہ نیم جوے نمے پسندند مقصود از سلوک طریق صوفیہ حصول ازدیاد و یقین است بمعتقدات شرعیہ کہ حقیقت ایمان است ونیز حصول یسر است در اداے احکام فقہیہ نہ امرے دیگر

اب نقشبندی جس طریق پر ہیں ذرا سوچیں کہ وہ خیالی طور پر کمالات اولوالعزم حقیقت ابراہیمی اور موسوی سے گذرتے ہوئے دائرہ لاتعین تک پہنچ جائیں مگر کیا وجہ ہے کہ ان کے اعمال سے یہ حقیقتیں ظاہر نہیں ہوتیں ایک معمولی سے دنیادی امتحان میں وہ فیل ہو جاتے ہیں اور یوں توجہ کے وقت وہ دائرہ معبودیت صرفہ کی سیر قدمی و نظری میں شغل بتاتے ہیں۔ مرزا صاحب کے معاملہ میں کہتے ہیں عیسٰے تو مُردے زندہ کرتا تھا اور مرزا صاحب نے کونسا مردہ زندہ کیا اور حضرت مجدد کا یہ قول بھول جاتے ہیں۔ احیاء و اماتت از لوازم مقام شیخی است مراد از احیاء روحی است نہ جسمی و ہمچنیں مراد از اماتت اماتت روحیت اور پھر تعجب کہ کہتے ہیں وہ تو پلاؤ کھاتے تھے اچھے کپڑے پہنتے تھے شاید امام ربانی کا یہ قول یاد نہیں رہا۔ ایں بزرگواران در اکل و شرب و معاشرت با اہل و عیال و موافقت بایشاں باسائر ناس شریک اند در شان انبیاء میفرمایٔد وما جعلناھم جسداً لا یاکلون الطعام۔

قصہ کوتاہ یہ تو ہے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تعلیم مگر اب جو نقشبندی مجددی کہلاتے ہیں وہ جن باتوں کو اصل دین اور طریقہ نقشبندیہ مجددیہ سمجھتے ہیں انہیں ملاحظہ فرمائیے۔ انسان دس لطیفوں سے مرکب ہے پانچ عالم امر سے (جو بمجرد امر کن پیدا ہو گئے) قلب۔ روح۔ سر۔ خفی۔ اخفی اور پانچ عالم خلق سے نفس۔ خاک۔ باد۔ آب۔ آتش خدا تعالےٰ نے ان پانچ لطائف کہ جواہر مجردہ ہیں) کا تعلق جسم انسان سے پیدا کیا اور وہ اپنی اصلیت بھول گئے مگر تزکیہ نفس و باطن سے پھر اپنے اصل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

شغل اول۔ ذکر اسم ذات (اللّٰہ) دل کو جمیع خطرات سے خالی کرے زبان تالو سے لگائے اور اللہ اللہ زبانِ دل سے کہے توجہ دل کی طرف ہو اور دل اللہ کی طرف مشتق

کرتے ایسا معلوم ہونے لگتا ہے کہ قلب ذکر کرتا ہے جب یہ مشق ختم ہو جائے تو پھر یہی ذکر لطیفہ روح سے شروع کرے جو زیر پستان راست بقدر فاصلہ دو انگشت ہے علیٰ ہذا الطور پانچوں لطائف جاری ہو جاتے ہیں پھر تمام بدن سے ذکر اللہ کی مشق کیجاتی ہے اسکا نام سلطان الاذکار ہے اور توجہ تام کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام بدن اللہ اللہ کر رہا ہے ہر لطیفہ ایک پیغمبر اولوالعزم کے زیر قدم سمجھا جاتا ہے پس اس لطیفہ کا فیض بواسطہ اس نبی کے پہنچنا بیان کرتے ہیں جو لوگ مسمرزیم کی مشق کرتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اسمیں بھی توجہ کا یہی طریق ہے کہ وہ اللہ کی بجائے سو ہم یا ایسا کوئی لفظ کہتے ہیں مقصود اس سے یہ ہے کہ تصفیہ باطن ہو اور ایک طرف توجہ کی عادت پڑکر روحانیت بڑھے اور جسمانیت پر غلبہ ہو اور یہ بات اسلام سے خاص نہیں۔

شغل دوم۔ ذکر نفی و اثبات۔ دو زانو بیٹھکر سانس کو ناف کے نیچے بند کرکے بزبان خیال **لا** کو ناف سے کھینچکر سر کی چوٹی تک خیالی طور پر پہنچاتے ہیں اور پھر وہاں سے **الٰہ** کو کھینچکر داہنے کندھے پر اور **الا اللّٰہ** کو کندھے سے قلب پر پھر سانس چھوڑ دیتے ہیں۔ اور **محمد رسول اللّٰہ** خیال میں کہہ لیتے ہیں اس طرح بر حبس دم کی مشق سے مسمریزمی اصول پر ایک طاقت پیدا ہوتی ہے۔ یہ لوگ اسے تصوف سمجھتے ہیں۔

شغل سوم۔ اپنے پیر کی صورت دل کے اندر تصور کرکے اپنے آپکو صورت شیخ پر تصور کرتے ہیں آہستہ آہستہ ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ ہر چیز شیخ کی صورت پر نظر آنے لگتی ہے اسے فنا فی الشیخ کہتے ہیں اسمیں یہانتک مبالغہ کیا گیا ہے کہ کہا جاتا ہے۔ ذکر تنہا بے رابطہ و بے فنا فی الشیخ موصل نہیں اصل بات تو صرف یہ تھی کہ اپنے مرشد برحق کے اتباع میں فنا ہونا چاہئے اور اس سے محبت رکھیں تاکہ اسکی ہر ادا اپنے اور وہ اپنے اندر پیدا کر لیجائے مگر خدا رحم کرے ان حضرات پر کہ بت پرستی کے اصول پر کاربند ہو گئے۔

لطائف جاری ہو جانے کے بعد مراقبوں کے ذریعہ پیر اپنے مرید کو بعض مقامات کی روحانی سیر کراتا ہے جو روحانیت میں مومنوں کی مختلف حالتوں کا نام ہے پہلے جمعیت قلب کی کوشش ہوتی ہے تاکہ خواطر قلبی کم ہوں پھر یہ کہ توجہ قلب بسوئے ذات باری ہے اسکا نام حضور ہے۔ پھر مراقبہ ولایت صغریٰ و ولایت کبریٰ ہوتا ہے فاعل حقیقی کے سوا اپنے اور تمام مخلوق کے افعال

سالک کی نظر سے مخفی معلوم ہوتے ہیں پھر اپنے آپ کو ہیچ سمجھنے لگتا ہے اور قبول تکلیفات شرعیہ میں اُس کی حاجت نہیں رہتی اور اسلام کے لئے شرح صدر ہو جاتا ہے پھر ولایت علیا ہے جسمیں ملاء اعلیٰ سے مناسبت ہوتی ہے غرض اس قسم کے مختلف مراقبے ہیں جنکے نام یہ ہیں کمالات نبوت۔ کمالات رسالت۔ کمالات اولوالعزم۔ حقیقت ابراہیمی۔ حقیقت موسوی۔ حقیقت محمدی جس کی نسبت لکھا ہے کہ اس مقام میں تابع کو متبوع سے ایسی مناسبت پیدا ہوتی ہے کہ گویا تابع اور متبوع ایک ہی چشمہ سے پانی پیتے ہیں اور تابع مثل متبوع کے اصل سے اخذ فیوض کرتا ہے مگر باوجود اسکے تابع اپنے آپکو متبوع کا طفیلی جانتا ہے۔ حقیقت احمدی۔ حب صرفہ۔ دائرہ لاتعین حقیقت کعبہ۔ حقیقت قرآن۔ حقیقت صلوٰۃ۔ معبودیت صرفہ۔ جہاں یہ حقیقت کھلتی ہے کہ سوائے اللہ تعالےٰ کوئی مستحق عبادت نہیں۔ غرض یہ سب واردات ہیں جو مومن پر آتے ہیں لیکن اسکے لئے یہ طریق جو ہے وہ ایسا ہی ہے جیسے مسمرائزر اپنے میڈیم کو کچھ دیر کے لئے کچھ کا کچھ بنا دیتا ہے اور جب ہوش آتا ہے تو پھر ویسے کا ویسا یا کچھ فرق ہو جاتا ہے ہم نے ایسے لوگ دیکھے جو ان منازل کو بذریعہ توجہ اپنے مرشد سے طے کر چکے ہوتے ہیں مگر امتحان کے موقعہ پر ان کے اعمال سے یہ باتیں ظاہر نہیں ہوتیں الغرض اپنے مرشد سے زندگی پاتے ہیں مگر وہ زندگی حقیقی نہیں ہوتی بلکہ ایسے ہی جیسے کسی عارضی حرارت سے کوئی چیز حرکت کرے حقیقی زندگی بخش وجود **مسیح موعود** ہے اسی نے احیاء موتیٰ کیا اور ہم میں سے بہتوں کو ان مقامات کی سیر ہی نہیں کرائی بلکہ اپنی ہمت عالیہ و قوت قدسیہ سے ان مقاموں کا وارث بنا دیا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ ہمیں اس برگزیدہ نبی سے ایسے ہی فیض پہنچا۔ جیسے صحابہ کرام کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی مشق کی ضرورت نہ پڑی نہ ہم اختلاج قلب اور اس قسم کی بیماریوں کے شکار ہوئے بلکہ ہمارا وہی طریق ہے جو سارے صحابہ کرام کا ہے اور وہی ذوق شوق ہم میں ہے جو انمیں تنہا زبانی دعوٰی نہیں ہمارے اعمال سے ظاہر ہے دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا عہد کیا تو ایک عالم کو دکھا دیا۔ کہ دین کے لئے کیونکر مال وجان قربان کئے جاتے ہیں نبی کریم کے اتباع کا دعوٰی کیا تو ہماری ہر حرکت سکون قول۔ فعل بتا رہا ہے کہ ہم کس نبی کے متبع ہیں۔ کیا نقشبندی کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے تائید دین

واعلاء کلمۃ اللہ کے لئے یہ کوشش کی جو احمدی کر رہے ہیں کیا ان کے دلوں میں یہ تڑپ ہے جو احمدیوں میں پائی جاتی ہے پس سنو اے ہمارے بچھڑے ہوئے بھائیو! مجدد الف ثانی کے نام لیوو! اب مجدد الف آخر کا زمانہ ہے الف ثانی کے فیض کا زمانہ ختم ہوا اور انکی فیض کی نالی اس دریا میں ملگئی پس زندگی کا پانی چاہتے ہو تو اسی چشمے سے ملیگا اب کوئی کھڑکی خاتم النبیین کے دربار میں پہنچنے کے لئے کھلی نہیں مگر یہی۔ حریم قدس میں داخلہ چاہتے ہو تو اس راہ سے آؤ خدا تمہیں توفیق دے۔

خاتمہ مجدد صاحب شاہ جہانگیر کے عہد حکومت میں تھے آپنے روافض کے رد میں مکاتیب اور رسالے لکھے کسی نے انتقام لینے کے لئے بادشاہ سے کہدیا کہ شیخ احمد سرہندی حضرۃ صدیق ابوبکر سے افضل ہونے کا مدعی ہے طلبی ہوئی آپنے بتایا کہ وہ تو سیر عروج کا حال ہے اکثر صوفیہ بعض صلحائے سلف کے رنگ میں رنگین اپنے آپکو دیکھتے ہیں مگر پھر اپنے اصلی مقام پر آجاتے ہیں اور اسکی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی بادشاہ اپنے کسی خادم کو ضرورتاً پاس بلائے اور وہ تمام ارکین سلطنت کے مقام سے ہوتا ہوا اسکے پاس پہنچیگا تو اسکے یہ معنی نہیں کہ اسکا مرتبہ ان ارکین سے بڑا ہو گیا۔ غرض اس قسم کے جواب سے بادشاہ کی تسلی کی مگر بادشاہ کے آگے رکوع سے بڑھکر جھکنے کا جو رواج تہا وہ ادا نہ کیا تو حساد کو بات بنانے کا موقعہ ملگیا اور بادشاہ نے آپ کو قلعہ گوالیار میں قید کردیا آپنے قید کا زمانہ بڑے صبر و استقلال سے گذارا اور اپنے روحانی فیض کو جاری رکھا۔ ایک مدت کے بعد پھر بادشاہ نے قید سے آزاد کر دیا اور لشکر کے ساتھ رکھا اجمیر میں آپکو معلوم ہوا کہ میری وفات کا وقت قریب ہے اسکے بعد سرہند میں مکان پر آکر گوشہ نشین ہو گئے ماہ ذی الحجہ میں ضیق النفس کا دورہ ہوا اور ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ کو وفات پائی +

مکالمہ شیعہ و احمدی

(نمبر ۸)

شیعہ۔ ابوبکر و عمر نے جناب سیدہ کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا اس سے ظاہر ہے کہ رسول صلعم کی صاحبزادی کی محبت و حرمت ان کے دل میں کہاں تک تھی۔

احمدی۔ ملا باقر مجلسی وغیرہ کی کتابوں سے صاف ثابت ہے کہ ابوبکر صدیق رضہ کی بیوی اسمار بنت عمیس نے جناب سیدہ علیہا السلام کی مرض الموت میں کہاں تک تیمارداری کی اور آپ کی حرمت اور ستر کا خیال کر کے بعد وفات کے ملک حبش کی رسم کے مطابق آپکو نعش بنا کے دکھلا بھی دی اور جناب سیدہ نے اسکو پسند فرمایا اور اپنے واسطے اسی طرح نعش بنوانے کی وصیت فرمائی۔ اگر ابوبکر صدیق رضہ کو جناب سیدہ کی حرمت و تکریم کا پاس ہوتا جیسے کہ شیعوں کا خیال ہے۔ تو وہ خلیفہ وقت ہو کر اپنی بیوی کو ان کی خدمت اور تیمارداری کے لئے کیوں بھیجنا گوارا کرتے اور اگر بھیجا محض دکھلانے اور اشک شوئی کے طور پر تھا تو جناب سیدہ نے محض ان اسمار بنت عمیس کو ہی بمقابلہ دوسری عورتوں کے اپنی تیمارداری کے لئے کیوں پسند اور منتخب فرمالیا۔

رہی جنازہ کی بات سو اسکے متعلق بھی ثابت ہوا ہے کہ وہ معذور تھے کیونکہ ان کو اطلاع ہی نہیں دی گئی اور جب انکو خبر ہوئی تو لکھا ہے کہ بعد دفن جناب سیدہ کے وہ جناب علی ع کی خدمت میں آئے اور شکایت کی کہ کیوں انکو اطلاع نہیں دی گئی اس پر جناب علی علیہ السلام نے فرمایا کہ مینے اسواسطے جنازہ پر نہیں بلایا تھا کہ رسول صلعم نے فرمایا ہے کہ ہمارے ستر کو تیرے سوا جو کوئی بھی دیکھ پائیگا۔ اسکی بصارت جاتی رہے گی اسواسطے مینے نہ چاہا کہ تم کو تکلیف دوں اصل روایت یہ ہے۔

عن الحارث بن المغیرة عن ابی عبد اللہ ع قال جاء ابوبکر و عمر الی امیر المؤمنین حین دفن فاطمة علیہا السلام فی حدیث طویل قال لہما فیہ اما ما ذکرتما انی لم اشہد کما امر رسول اللہ فانہ قال لا یری عورتی احد غیرک

الا ذھب بصرہ فلم اکن لا ذیکما بہ لذٰلک (دیکھو کتاب خصال محقق ابن بابویہ مطبوعہ ایران صفحہ ۱۷۷ باب فی ان رسول اللہ علم علیناً الف حرف کل حرف یفتح الف حرف)

شیعہ۔ فدک چھین لینے کے بعد بھی کبھی ابوبکرؓ کا جناب سیدہ کے پاس عذر خواہی یا بیمار پرسی کے لیئے آنا ند کور ہے۔

احمدی۔ فدک کی عذر خواہی کے متعلق مورخ دیار بکری لکھتے ہیں (عن الاوزاعی قال بلغنی ان فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضبت علی ابی بکر فخرج ابوبکر حتی قام علی بابھا فی یوم حار ثم قال لا ابرح عن مکانی حتی ترضی عنی بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدخل علیھا فاقسم علیھا لترضی فرضت اخرجہ السمانی فی الموافقۃ (تاریخ خمیس جلد ۲ صفحہ ۱۹۳ مطبوعہ مصر باب ذکر میراثہ وترکہ وحکمہ فیھا)۔

یعنی اوزاعی سے مروی ہے کہ ہمکو روایت پہنچی ہے کہ جناب سیدہ ابوبکر پر ناراض ہوئی تھیں اسپر ابوبکر نکلے اور سیدہ کے دروازے پر آکر کھڑے ہوگئے جبکہ دھوپ خوب پڑ رہی تھی اور کہا کہ میں اسجگہ سے ہرگز نہ ہلونگا جبتک رسول مقبول کی صاحبزادی مجھ سے راضی نہ ہو جائے پھر اندر حاضر ہوئے اور انکو قسم دی کہ راضی ہو جائیں اور پھر وہ راضی ہوگئیں۔

اسی طرح بیمار پرسی کے متعلق بھی مورخ موصوف بحوالہ بیہقی شعبی سے روایت لکھی ہے وروی البیہقی عن الشعبی ان ابابکر عاد فاطمۃ فی مرضھا فقال لھا علیؓ ھذا ابوبکر بیستاذن قالت اتحب ان اذن لہ قال نعم فاذنت لہ فدخل علیھا فرضاھا حتی رضیت (خمیس جلد ۲ صفحہ ۱۹۳) یعنی شعبی سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیق نے جناب سیدہ کی عیادت کی جناب علی علیہ السلام نے ان سے کہا کہ یہ ابوبکر آئے ہیں اجازت حاضر ہونے کی مانگتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ کیا آپکو پسند خاطر ہے کہ انکو اجازت دیدوں جناب علی علیہ السلام نے کہا کہ ہاں پس سیدہ نے اجازت دیدی اور ابوبکر اندر آئے اور آپکو رضامندی کے لیئے عرض کرتے رہے یہانتک کہ آپ راضی ہوگئیں۔

شیعہ۔ اصحاب ثلاثہ کے دفن وکفن میں جناب علی علیہ السلام کا موجود ہونا بھی کہیں آیا ہے یا نہ ہے خصوصاً عثمان کی نسبت ہمارے ہم مشرب کہتے ہیں کہ انکا جنازہ تو کسی مسلمان

نے نہیں پڑھا تھا۔ انکی لاش کئی دن بے کفن و بے دفن یہود کے گورستان میں پڑی رہی۔

احمدی ایسے نکمے اعتراض شیعہ صاحبان اکثر کیا کرتے ہیں مگر ان کا بودا پن ظاہر ہے بھئی۔ اس مشکل کے حل کرنے کے لئے کہ آیا فلاں فلاں دو شخصوں میں باہم اتفاق و وفاق تھا یا شقاق و نفاق۔ خود ان کی زندگی کے حالات اور واقعات پر غور کرنا کافی ہو سکتا ہے نہ کہ بعد الموت ایک شخص کے شامل جنازہ ہونے یا نہ ہونے سے خاصکر جبکہ وہ دونوں شخص ایک ہی شہر کے باشندے ایک جماعت کے ممبر ایک نبی کی صحبت میں ۲۰۔۲۳ برس تک استفاضہ کرنیوالے ہم قوم۔ ہم رشتہ۔ ہمسایہ رات دن کی نمازوں میں ایک ہی مسجد میں نماز پڑھنے والے۔ سفر و حضر صلح و جنگ میں ایک دوسرے کو دیکھنے والے ہوں کیا ان کا اخلاص یا ریا ان مختلف مراحل زندگی کو طے کر لینے کے بعد بھی ایک دانا و بینا مومن پر مشتبہ رہ سکتا ہے اور اسکی تکمیل کے لئے جنازہ کی حضوری بھی لازمی و ناگزیر ہوتی ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں لیکن تھوڑی دیر کے لئے میں آپ کے اس معیار ایمانی کو بھی تسلیم کر لیتا ہوں اور جواب عرض کرتا ہوں سنیئے!

اوّل۔ ابوبکر صدیق کی تجہیز و تکفین میں جناب علی علیہ السلام کی شمولیت کا ثبوت فاضل مورخ دیار بکری ابوبکر کے دفن کے ضمن میں لکھتا ہے ونزل فی قبرہ عثمان و علی و عبد الرحمن بن عوف والزبیر و سعد بن ابی وقاص۔ خمیس جلد ۲ صفحہ ۲۷۹۔ یعنی انکی قبر میں اترے عثمان و علی و عبد الرحمن بن عوف اور زبیر و سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اجمعین

دوم۔ حضرت عمر فاروق کی تجہیز و تکفین میں جناب علی علیہ السلام کی شمولیت فاضل ابن اثیر مورخ فرماتے ہیں وصلی علیہ صہیب رضؓ وحمل الی بیت عائشۃ ودفن عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر ونزل فی قبرہ عثمان و علی والزبیر و عبد الرحمن بن عوف و سعد و عبد اللہ بن عمر۔ کامل ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۲۲ ذکر الخبر عن مقتل عمر رضی اللہ عنہ مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ

سوم۔ حضرت عثمان رضؓ کے نماز جنازہ میں جناب علی علیہ السلام کی شمولیت۔

وقیل شہد جنازۃ علی وطلحہ وزید بن ثابت وکعب بن مالک الخ کامل ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۷۶ - وصلّی علیہ جبیر بن مطعم وحکیم بن حزام وابوجہم بن حذیفہ × × فصلّی علیہ جبیر بن مطعم - وقیل حکیم ابن حزام - ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۷۶ اب فرمایئے جن بزرگوں کے نام ان روایات میں مندرج ہیں کہ انہوں نے حضرت عثمان کا جنازہ پڑھا تھا - آپ کے نزدیک انمیں کوئی مسلمان ہے یا کہ یہ غیر مسلم لوگوں کے نام ہیں - اور دوسرو نکو جانے دیجئے جناب علی علیہ السلام اور حسن کے اسمائے گرامی بھی آگئے ہیں کیا یہ بھی مسلمان تھے یا نہ - پھر آپکو معلوم ہوگا کہ خود جناب علی علیہ السلام کا جنازہ کتنے مسلمانوں نے پڑھا تھا معلوم نہ ہو تو میں عرض کروں - مسعودی کہتا ہے وکان الذی صلی علیہ الحسن ابنہ وکبّر علیہ سبعًا - جلد ۲ صفحہ ۳۱ - یعنے اگر کسی نے جناب علی پر نماز پڑھی تو وہ آپکے صاحبزادے امام حسن علیہ السلام ہی تھے - اور سات دفعہ تکبیریں کہیں -

پھر بے کفن و بے دفن پڑے رہنے کا اعتراض بھی بیہودہ ساہے - ابن اثیر لکھتے ہیں قیل بقی عثمان ثلاثۃ ایام لا یدفن (جلد ۳ صفحہ ۷۶) یعنے تین دن حضرت عثمان بے دفن رہے اسمیں ان کا کیا قصور ہے اور اگر تین دن تک بے گور و کفن رہنا گنہگار ہونے پر دال ہے تو شہدائے کربلا کی نسبت کیا فتوی دیجیے گا جنکی لاشیں بقول آپ لوگوں کے چالیس دن تک خاک و دھول میں آلودہ پڑی رہیں - فما ہو جوابکم وہو جوابنا

پھر یہ جو کہا کہ یہودیوں کے گورستان میں لاش پڑی رہی یہ بھی ثبوت طلب ہے - مورخ ابن اثیر لکھتے ہیں دفن فی حش کوکب یعنے عثمان رض حش کوکب میں دفن ہوئے اب یہ دریافت طلب ہے کہ حش کوکب کیا چیز ہے اور کونسی جگہ ہے سو اسکے متعلق وہی مورخ لکھتے ہیں فاتوا بہ حائطًا من حیطان المدینۃ یسمّی حش کوکب - یعنے جنازہ اٹھانے والے انکی میت کو لے آئے ایک باغ میں جو مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ ہی تھا - پھر وہی مورخ لکھتے ہیں وقیل انما دفن بالبقیع مما یلی حش کوکب - یعنے کہتے ہیں کہ انکو جنت البقیع میں دفن کیا گیا جو کہ حش کوکب سے متصل ہے - دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جز ۳ صفحہ ۷۶

شیعہ - کیا جنگ احنین میں ابوبکر و عمر رسول صلعم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے - او

اسطرح خیبر میں بھی بھاگ گئے تھے کسی معتبر تاریخ سے اسکا ثبوت ملنا چاہئے مثلاً طبری سے

احمدی - اس سوال کا جواب غالباً کسی نمبر میں پیشتر شائع ہو چکا ہے مگر چونکہ آپنے تاریخ طبری سے بھی اسکے متعلق تسلی چاہی ہے اسواسطے میں طبری سے بھی انشاء اللہ ثابت کرو دیتا ہوں -

جنگ اُحد کے متعلق

(۱) فاضل مؤرخ لکھتے ہیں کہ جب ایک جماعت لشکر اسلام میں بھاگ پڑی اور یہ افواہ کفار کی طرف سے اڑائی گئی - کہ رسول صلعم قتل ہو گئے اس سراسیمگی اور افراتفری کے بعد سب سے پہلے جس شخص نے رسول صلعم کو پہچانا وہ کعب بن مالکؓ تھے اور انہوں نے اس طرح شناخت کیا کہ خود کے نیچے آنحضرت صلعم کی چشمہائے نورانی جگمگا رہی تھیں وہ روایت کرتے ہیں کہ میں دیکھتے ہی بڑے زور سے چلایا یامعشر المسلمین ابشروا ھذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (صفحہ ۱۴۰۷) یعنے اے مسلمانو! مبارک ہو کہ یہ ہیں رسول صلعم - اسپر آنحضرت صلعم نے اشارہ فرمایا کہ چپکے رہو پس جب مسلمانوں نے رسول صلعم کو پہچان لیا تو آپ کے ہمرکاب ہو گئے -

ونھض نحو الشعب معہ علی بن ابیطالب وابوبکر بن ابی قحافہ وعمر بن الخطاب وطلحۃ بن عبید اللہ والزبیر بن العوام والحارث بن الصمۃ فی رھط من المسلمین (طبری جلد ۳ مطبوعہ یورپ صفحہ ۱۴۰۷)

یعنے پھر آنحضرت صلعم (پہاڑ کی) غار کی طرف تشریف لے گئے اور آپ کے ہمراہ علی بن ابیطالب ابوبکر - عمر - طلحہ - زبیر اور حارث تھے -

(۲) جب غار میں آپ پناہ گزین تھے تو کچھ کفار پہاڑ پر چڑھتے ہوئے دیکھے گئے اس پر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ خدایا یہ لوگ ہم سے اوپر نہ ہو جائیں فقاتل عمر بن الخطاب ورھط معہ من المھاجرین حتی اھبطوھم عن الجبل ونھض رسول اللہ صلعم الی صخرۃ من الجبل لیعلوھا صفحہ ۱۴۱۱

یعنی پس عمر بن الخطاب اور ایک جماعت مہاجرین نے اُن کفار سے مقابلہ ومقاتلہ کیا یہانتک کہ انکو پہاڑ کے نیچے کر دیا اور اسکے بعد رسول صلعم پہاڑ کی چٹان پر

پر تشریف لے گئے تاکہ اوپر ہو جائیں۔

جب آنحضرت صلعم اپنے جان نثار صحابہ کے ساتھ پہاڑ کی غار میں پناہ گزین تھے اسی وقت ابوسفیان اور عمر رضی اللہ کے درمیان سوال وجواب ہوئے ہیں جنکا ذکر بخاری شریف میں بھی ہے مورخ مذکور لکھتا ہے لما اجاب عمر ابوسفیان قال له ابوسفیان هلم یا عمر فقال له رسول اللہ صلعم ائتیه فانظر ما شانه فجاءه فقال له ابوسفیان انشدك الله یا عمر اقتلنا محمداً فقال عمر اللهم لا وانه لیسمع کلامك الآن ص۱۴۱۷ و ص۱۴۱۸

یعنی جب عمر رضہ نے ابوسفیان کو جواب دیا تو اسنے کہا ادھر آ عمر اس پر رسول صلعم نے فرمایا کہ چلے جاؤ دیکھو تو سہی اسکا کیا حال چال ہے۔ جب عمرؓ اسکے پاس تشریف لے گئے تو اس نے کہا قسم ہے خدا کی عمر کہ ہمنے محمد صلعم کو قتل کر دیا تو حضرت عمر نے فرمایا خدا نہ کرے وہ تو تمہاری اس بات چیت کو سُن رہے ہیں۔

(۴) فاضل مورخ نے فراریانِ احد کے جہاں نام لکھے ہیں وہاں ابوبکر وعمر کا نام نہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ وفرّ عثمان بن عفان وعقبه بن عثمان وسعد بن عثمان رجلان من الانصار حتی (ص۱۴۱۱) لجلعب جبلاً بناصیة المدینة الخ (ص۱۴۱۲) یعنی بھاگے حضرت عثمان بن عفان اور دو شخص انصاری جنکے نام عقبہ اور سعد تھے یہاں تک کہ وہ مدینہ کے پاس جلعب نام پہاڑ تک آ گئے۔

اثبات۔ ثبات شیخین در غزوہ حنین:۔

فاضل مورخ لکھتے ہیں کہ لوگ بھاگ گئے اور رسول صلعم کی خدمت میں کچھ مہاجر اور انصار اور آپ کے اہلبیت کرام ہیں سے رہ گئے ومن ثبت معه من المهاجرین ابوبکر وعمر ومن اهلبیته علی بن ابیطالب والعباس بن عبد المطلب وابنه الفضل الخ طبری جلد ۳ ص۱۶۶۰ واقعات ۸ھ

یعنی اور مہاجرین میں سے جو لوگ آنحضرت صلعم کے ساتھ ثابت قدم رہے ان میں سے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما تھے اور اہلبیت کرام میں سے جناب علی علیہ السلام وعباس رضی اللہ اور انکے صاحبزادے وغیرہم رہ گئے تھے۔

تردید فرار شیخین بروز خیبر

جنگ خیبر کے متعلق یاد رکھنا چاہیے کہ آٹھ یہودیوں کے کئی ایک قلعے تھے جنکو رفتہ رفتہ لشکر اسلام نے فتح کرنا جناب علی علیہ السلام کے دست مبارک پر مقدر تھا خیبر کے ان موقعوں پر جناب شیخین کو فرار سے متہم کرنا محض بہتان ہے بلکہ بجائے فرار کے ابوبکر و عمر دونوں کی نسبت ثابت ہے کہ کمال جانفشانی سے یہود کے لشکر کا مقابلہ کیا یہ دوسری بات ہے کہ آخری فتح ان کے ہاتھ پر نہ ہوئی اور جناب علی علیہ السلام کے ہاتھ پر ہوئی لیکن اسکے یہ معنی نہیں کہ وہ خیبر سے بھاگ گئے تھے۔

دیکھئے ناصل مؤرخ لکھتے ہیں فلما نزل رسول اللہ صلعم خیبر اخذتہ الشقیقۃ فلم یخرج الی الناس وان ابابکر اخذ رایۃ رسول اللہ صلعم ثم نھض فقاتل قتالاً شدیداً ثم رجع فاخذھا عمر فقاتل قتالاً شدیداً ھو اشد من القتال الاول ثم رجع فاخبر بذلک رسول اللہ صلعم فقال اما واللہ لاعطینھا غداً رجلاً یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ یاخذھا عنوۃ ص ۱۵۸۰

یعنی جب آنحضرت صلعم خیبر میں نازل ہوئے تو آپ کو درد شقیقہ شروع ہوگیا اور آپ اپنے ہمراہیوں کے پاس تشریف نہ لاسکے اور ابوبکر رض نے رسول صلعم کا علم لیا اور لڑائی کو نکل کھڑے ہوئے اور سخت مقابلہ کیا پھر واپس آئے تو عمر رض نے علم کو لے لیا اور پہلے مقابلہ سے بڑھ کر جدال و قتال شدید کیا پھر واپس آگئے اور اسکی اطلاع رسول صلعم کو دی گئی تو آپ نے فرمایا۔ کہ قسم ہے خدا کی کل میں اسکو ایسے شخص کو دونگا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اسکو دوست رکھتے ہیں اور وہ غالب ہوگا۔ دیکھئے دونوں حضرات کا خیبر کے دن قتال شدید کرنا ثابت ہے پھر خدا جانے شیعوں نے ان کا فرار کہاں سے نکال لیا۔ (خادم حسین)

نبوت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

تعجب ہے کہ بعض لوگ دعویٰ اسلام رکھتے ہیں اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا نبی مطلقاً نہیں آسکتا حالانکہ آپکا خاتم النبیین ہونا چاہتا ہے کہ آپ کے بعد آپکی اُمّت سے نبی آئیں اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو نبی ماننے سے آنحضرت کی عزت لازم آتی ہے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے دو قسم کے دلائل دئے جاتے ہیں۔ عقلی۔ نقلی پس ان ہر دو میں سے ایک ایک دلیل "نبوت بعد نبی کریم" پر ذیل میں ہدیہ ناظرین کیجاتی ہے۔

عقلی دلیل

عقلی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین اور تمام نبیوں کا سردار ہونا ہی چاہتا ہے کہ آپکی امت سے نبی مبعوث کئے جائیں کیونکہ اس سے آپکی فضیلت ثابت ہوتی ہے وہ یہ کہ آپ ایسے نور الہدیٰ اور سراج منیر ہیں کہ آپکی کامل اتباع کے ساتھ اور آپکے نور سے منور ہوکر انسان نبی بن سکتا ہے پس امت محمدیہ میں سے نبیوں کا مبعوث ہونا نبی کریم کے لئے فخر کا موجب ہے نہ کہ ہتک کا مثلاً اگر کسی استاد کے شاگرد اعلیٰ درجہ پر پاس ہوں تو اسمیں استاد کی عزت ہوتی ہے نہ کہ ہتک۔ اسی طرح اگر نبی کریم کے شاگردوں میں سے بھی اعلیٰ شاگرد جو کہ نبی ہوں نکلیں۔ تو اس سے رسول کریم کی عظمت ظاہر ہوگی۔ جیسے کہ اسی مضمون کو مسیح موعود اپنی کتاب "الہدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ" میں اسطرح مرقوم فرماتے ہیں "والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم الرسل الذی اقتضیٰ ختم نبوتہ ان تبعث مثل الانبیاء من امتہ" کہ نبی کریم کی ختم نبوت ہی اس امر کی مقتضی ہے کہ آپکی امت سے انبیاء جیسے انسان مبعوث کئے جائیں۔

نقلی دلیل

اب ہم قرآن کریم سے دیکھتے ہیں کہ قرآن نبوت کے دروازہ کو مفتوح قرار دیتا ہے یا مسدود۔ پس جب ہم قرآن کریم کی تلاوت کا شرف حاصل کرتے ہیں تو ہم سورہ اعراف ع ۴ میں یہ آیت لکھی ہوئی پاتے ہیں۔ یٰبنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیتی فمن اتقیٰ واصلح فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ اس آیت سے

ظاہر ہے کہ امت محمدیہ میں رسول آتے رہینگے کیونکہ یاتین مضارع ہے کہ بنون ثقیلہ ہی جسمیں کہ استقبال کے معنے پائے جاتے ہیں جو سورہ نساء میں خداتعالے فرماتا ہے کہ ومن یطع اللہ والرسول اولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا ذلک الفضل من اللہ وکفی باللہ علیما ؀ اس آیت میں چار گروہوں کو منعم علیہ قرار دیا گیا ہے جو کہ اللہ اور رسول کے مطیع ہونے سے بن سکتے ہیں پس یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ اللہ اور رسول کریم کی اطاعت سے نبی بن سکتے ہیں جو کہ لفظ من النبیین سے ظاہر ہے اسلئے کہ اگر امت محمدیہ میں نبوت بند ہو چکی تھی تو پھر کیا من النبیین فضول لایا گیا۔ یا کیا نعوذ باللہ خدا کو معلوم نہیں تھا کہ امت محمدیہ میں تو نبوت بند ہو چکی ہے اسلئے من النبیین کا لفظ نہیں چاہیئے۔

چوتھا منعم علیہ گروہ خدا نے نبیوں کو قرار دیا ہے کہ اگر امت محمدیہ میں نبی نہ آئیں تو اتمام نعمت کیا ہوئی کیونکہ اعلیٰ درجہ سے تو وہ محروم ہے حالانکہ خداتعالے فرماتا ہے کہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ پس اتمام نعمت کے لئے ہی خداتعالے نے من النبیین کا لفظ لگایا کہ امت محمدیہ سے نبی آسکتے ہیں۔ اور اس امت سے اتباع رسول کریم سے نبیوں کا آنا ہی ایک اللہ کا فضل ہے پس ہمپر واجب ہے کہ ہم اس فضل العظیم کے مشکور ہوں کیونکہ خداتعالے فرماتا ہے کہ لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔ پھر حدیث لو عاش ابراھیم لکان صدیقا نبیا مظہر ہے کہ آپکے بعد نبی آسکتے ہیں کیونکہ اگر نبی نہیں آسکتے تھے تو آپ اپنے فرزند ارجمند کے لئے بعد نزول آیت خاتم النبیین مندرجہ بالا الفاظ نہ فرماتے۔

لانبی بعدی اگر کوئی کہے کہ حدیث لانبی بعدی بتا رہی ہے کہ رسول کریم کے بعد کسی قسم کی نبوت نہیں تو اسکے تین جواب ہیں۔

پہلا جواب پہلا جواب یہ ہے کہ اسمیں لا نفی جنس کا نہیں ہو سکتا کہ یہاں پر حضرت علی کو خطاب ہے کیونکہ یہ حدیث آپنے اسوقت بیان فرمائی جبکہ آپ جنگ تبوک کے لئے جانے لگے اور حضرت علی کو مدینہ پر خلیفہ چھوڑا ۔ حضرت علی آپکے پاس گئے اور عرض کیا کہ آپ جنگ پر تشریف لیجاتے ہیں۔ اور مجھکو یہاں مدینہ میں چھوڑتے ہیں تو اسوقت حضرت علی کو رسول کریم نے مخاطب کر کے فرمایا کہ الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ ولکن لانبی بعدی ریں

اس سے تو حضرت علی کی نبوت کی نفی ہے نہ کسی اور کی کیونکہ حدیث لو عاش ابراہیم لکان صدیقا نبیا۔ اور یہ حدیث ثم یھبط نبی اللہ عیسیٰ سے بتا رہی ہے کہ آپ کے بعد نبی ہو سکتے ہیں۔

دوسرا جواب دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر لا یہاں پر نفی جنس کا ہی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہاں لفظ بعد بمعنی مع آیا ہے جیسے کہ اقرب الموارد جلد ا صفحہ ۵۰ میں یہ لکھا ہے کہ بعد نقیض قبل وقد یرد بمعنی مع لقولہ فعلت بھا فلق الیک فانی ـ حرام وانی بعد ذالک لبیب تو اس حدیث کے یہ معنے ہونگے کہ لا نبی معی کہ میرے ساتھ کسی قسم کا نبی نہیں ہو سکتا خواہ شرعی ہو یا غیر شرعی اس واسطے کہ جب حضرت علی رض کو ہارون کے مشابہ قرار دیا تو اس سے یہ شبہ پڑ سکتا تھا کہ حضرت ہارون تو نبی تھے کیا حضرت علی بھی نبی ہیں تو فرمایا کہ الا انہ لا نبی بعدی کہ جس طرح ہارون حضرت موسیٰ کے ساتھ نبی تھے جیسے کہ خدا تعالے فرماتا ہے ووھبنا لہ من رحمتنا اخاہ ھرون نبیا تو میرے ساتھ نبی نہیں اور لو کان بعدی نبی لکان عمر کا بھی یہی مطلب ہے کہ اگر میرے ساتھ کوئی نبی ہوتا ہوتا تو وہ حضرت عمر رض ہوتے اس واسطے کہ حضرت عمر کی رائے کے موافق بعض دفعہ قرآن اترتا تھا جیسے کہ اساری بدر اور مسئلہ حجاب وغیرہ میں اترا۔

تیسرا جواب تیسرا جواب یہ ہے کہ یہاں پر بعدی کے معنے بعد موتی کے نہیں ہیں۔ کہ ہم یہ معنے لیں کہ آپکی موت کے بعد کوئی نبی نہیں [اس طرح] تو حضرت ہارون کی مثال حضرت علی رض پر چسپاں نہیں ہوتی کیونکہ حضرت ہارون قبل وفات حضرت موسیٰ کے فوت ہو گئے تھے دوسرے یہ کہ اگر اسکے معنے بعد موتی کے لئے جائیں تو یہ حضرت عائشہ رض کے قول کے خلاف ہونگے جیسے کہ تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵ میں لکھا ہے عن عائشہ رض قولوا خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ وھذا لا ینافی حدیث لا نبی بعدی لانہ اراد لا نبی ینسخ شرعہ کہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ تم خاتم النبیین کہو اور لا نبی بعدہ نہ کہو اور یہ قول حضرت عائشہ کا حدیث لا نبی بعدی کے خلاف نہیں ہے کیونکہ اس سے مراد ایسے نبی کا نہ آنا ہے کہ جو شریعت محمدی کو منسوخ کرے۔

تطبیق بین القولین پس دونوں قول یعنی لا نبی بعدی اور لا تقولوا لا نبی بعدہ [illegible] اس طرح تطبیق ہے کہ لا نبی بعدی سے مراد تو لا نبی بعد زمانی الی ابتک ہے کہ یعنے جس طرح حضرت

ہارون حضرت موسیٰ کے طور پر جانے کے بعد نبی تھے تو بھی باقی باتوں میں تو مجھ سے ہارون کے مشابہ ہے لیکن فرق اتنا ہے کہ حضرت ہارون تو نبی تھے لیکن تو میرے جنگ تبوک پر جانے کے بعد نبی نہیں ہے استدلال از آیت ثم اتخذتم العجل من بعدہ وانتم ظٰلمون تو یہاں پر من بعدہ کے معنے من بعد ذھابہ علی جبل طور کے ہیں اور حضرت عائشہ کے قول کے یہ معنی ہیں کہ لا تقولوا لا نبی بعد موتہ۔ یہ مت کہو کہ رسول کریم کی موت کے بعد کوئی نبی نہیں کیونکہ وہ تو فرماتے ہیں کہ لو عاش ابراھیم لکان نبیاً۔ استدلال از آیت ولقد اٰتینا موسیٰ الکتٰب وقفینا من بعدہٖ بالرسل ای من بعد موتہٖ بالرسل یعنے حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد رسول کو بھیجا جب نقلی و عقلی دلائل سے یہ ثابت ہوگیا کہ آنحضرت کے بعد نبی آسکتے ہیں تو بعد اسکے نبوت مسیح موعود پر وہ منطقی برہان ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں منطق کا دوسرا نام میزان بھی ہے یعنے جو افکار صحیحہ اور افکار فاسدہ کے جانچنے کی ترازو ہے کہ افکار صحیحہ کون ہیں اور افکار فاسدہ کون؟

دلیل اول پہلی دلیل از روئے منطق شکل اول جو کہ بدیہی الانتاج ہوتی ہے اس طرح ہے

(صغریٰ) حضرت صاحب پر کثرت سے اللہ تعالیٰ نے وحی نبوت مشتمل بر اخبار غیب ظاہر کی ہے۔

(کبریٰ) اور جن پر کثرت سے اللہ تعالیٰ نے وحی نبوت مشتمل بر اخبار غیب ظاہر کی ہے وہ رسول ہیں

(نتیجہ) حضرت صاحب رسول ہیں

(ثبوت صغریٰ) حضرت صاحب کی تحریرات سے ثابت ہے جو کہ فریق ثانی کے مسلمات سے ہیں جیسے کہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ میں حضرت صاحب فرماتے ہیں "صرف یہ دعوےٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اسقدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت مشرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہینگے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے" پھر تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸ میں حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل کھڑا ہو کر نبوت کا دعوی کرتا ہوں یا کوئی

نئی شریعت لایا ہوں صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے اور میں اس خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور مسیح موعود کے نام سے پکارا اور اسنے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو کہ تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔ انتہیٰ۔

ثبوت کبریٰ۔ ثبوت کبریٰ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ فلا یظہر علیٰ غیبہٖ احداً الا من ارتضیٰ من رسول۔ کہ خدا تعالےٰ اپنے غیب کو کثرت سے کسی پر ظاہر نہیں کرتا مگر جس کو وہ پسند کرتا ہے رسولوں میں سے۔ پس جب قضیتین صحیح ہوئے تو نتیجہ یہی کہ حضرت مرزا صاحب رسول اللہ ہیں بکمال وضوح صحیح ثابت ہوا۔

دلیل ثانی | دوسری دلیل حضرت صاحب کی نبوت پر برہان انیؔ ہے اور انیؔ کی یہ تعریف ہے کہ جسمیں معلول سے علت کی طرف دلیل لی گئی ہو اور وہ بشکل اول اس لمح پر ہے۔

(صغریٰ) اسوقت دنیا میں قسم قسم کے عالمگیر عذاب آئے ہیں

(کبریٰ) اور جب بھی دنیا میں قسم قسم کے عالمگیر عذاب آئے ہیں۔ اسوقت نبی یا کوئی رسول آیا ہے۔

(نتیجہ) اسوقت نبی یا کوئی رسول آیا ہے!

(ثبوت صغریٰ) صغریٰ مسلم فریق ثانی بلکہ تمام دنیا مانتی ہے کہ اسوقت کثرت سے عذاب آئے ہیں اور کوئی ملک خالی نہیں جسمیں کسی نہ کسی قسم کا عذاب نہ آیا ہو کسی جگہ طاعون پھیلا اور کسی ملک میں زلزلے آئے کہیں قحط پڑا۔ اور کسی جگہ لڑائیوں سے لوگ تباہ ہوئے اور کسی جگہ سیلاب کثرت سے آئے۔ بہرحال اسوقت دنیا نے قسم قسم کے عذابوں کا منہ دیکھا۔

(ثبوت کبریٰ) ثبوت کبریٰ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً۔ کہ ہم کسی قوم یا کسی ملک یا تمام عالم کو عذاب میں گرفتار نہیں کرتے

جبتک کہ ہم کوئی اپنا رسول نہیں بھیج لیتے۔ جو کہ انکو ہدایت کی طرف بلائے پس جب وہ آگے سے انکار کر دیتے ہیں تو پھر ہم انکو قسم قسم کے عذابوں میں گرفتار کر دیتے ہیں جیسے کہ حضرت نوح ع کی قوم نے حضرت نوح ع کی تکذیب کی تو انپر طوفان عظیم آیا پھر اسی طرح حضرت لوط اور حضرت موسیٰ کے وقت میں عذاب آئے۔ علیٰ ہذا القیاس جب انکو انبی آئے اور لوگوں نے انکار کیا تو عذاب میں مبتلا ہوئے اور جس کی تائید کے لئے خدا نے اسوقت قسم قسم کے عذابوں میں مخلوق کو گرفتار کر لیا ہے وہ حضرت مرزا صاحب ہیں اسلئے حضرت صاحب رسول اور نبی ہیں پس جب حضرت صاحب کا رسول ہونا ثابت ہوگیا تو اب آپکا منکر اس آیت ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلاً اولٰئک ھم الکٰفرون حقا کے وعیدسے ڈرے کیونکہ مذکورہ بالا چاروں گروہوں کو خدا تعالےٰ نے کافر ٹھہرایا ہے جنمیں سے بعض رسولوں کو ماننے اور بعض کو نہ ماننے والوں کو بھی کافر قرار دیا پس تم بھی جلدی سے نیکی کی طرف لوٹو اور مندرجہ ذیل شعر کے عامل بنو ؎ یہ کیسے پڑ گئے دلپر تمہارے جہل کے پردے ٭ خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ بوئے ایماں ہے ھٰذا القدر یکفی لمن کان لہ قلب او القی السمع وھو شہید ٭

(جلال الدین جماعت ہفتم مدرسہ احمدیہ قادیان)

یدفن معی فی قبری

اول بتائیں کہ یہ حدیث مشکوٰۃ کی کس فصل میں ہے اسکے نیچے تو لکھا ہے رواہ ابن جوزی ابن جوزی تو چھٹی صدی میں ہوئے ہیں اور یہ وہی بزرگ ہیں جس نے حضرت غوث پاک پر کفر کا فتوٰی دیا بس چھ سو سال بعد کی روایت کو اگر حضرت اقدس نے تسلیم کیا ہے تو ان کے معنے بھی تسلیم کرنے چاہئے دیکھو کتب۔

دوم - ایک حدیث ہے فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر ایک میں ہے یکون قبرہ رابعاً ایک میں ہے معی فی قبری - ان تینوں روایتوں میں سچی کونسی ہے -

سوم - بخاری شریف فضائل اصحٰب النبی باب قصۃ البیعۃ میں ہے کہ حضرت عمر نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو فرمایا کہ حضرت عائشہ کے پاس جاؤ اور کہو یستاذن عمر بن الخطاب ان یدفن مع صاحبیہ کہ عمر اجازت مانگتا ہے اپنے رسول وابوبکر کے ساتھ دفن کیا جائے تو حضرت عائشہ نے جواب دیا - کنت اریدہ لنفسی ولاوثرنہ بہ الیوم علٰی نفسی (میں اس قبر کی جگہ کو اپنے لئے ارادہ رکھتی تھی مگر آج ایثار کر کے عمر کو دیتی ہوں -)

اسپر فتح الباری جو بخاری کی شرح ہے لکھتا ہے قول عائشۃ فی قصۃ عمر کنت اریدہ لنفسی یدل علی انہ لم یبق الا موضع قبر واحد یعنے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ایک ہی قبر کی جگہ خالی تھی پس باوجود دفن ہونے رسول کریم اور ابوبکر اور عمر کے اب کوئی جگہ ہی باقی نہیں جس میں حضرت عیسٰے دفن ہوں ورنہ حضرت عائشہ بھی دفن ہو سکتی تھیں

چہارم - حضرت عائشہ نے وصیت کی کہ مجھے جنت البقیع میں دفن کرنا - تا کہ دوسری ازواج پر مجھے کوئی فضیلت نہ دی جائے اصل الفاظ صحیح بخاری میں ہیں -

باب ماجاء فی قبر النبی عن عائشۃ انہا اوصت عبد اللہ بن زبیر لا تدفنی معہم وادفنی مع صواحبی بالبقیع لا ازکی بہ احداً

اب اگر عیسٰے بن مریم نے روضہ رسول میں دفن ہونا تھا تو حضرت عائشہ فرماتیں کہ وہاں تو ایک ہی قبر کی جگہ باقی ہے وہ حضرت عیسٰے کے لئے ہے اسلئے مجھے دوسری جگہ

دفن کرتا مگر آپنے ایسا نہ فرمایا کیونکہ عیسٰی کے دفن ہونے کے متعلق صحابہ کرام میں کوئی خیال نہ تہا نہ جگہ تھی اگر کوئی خیال ہوتا تو وصیت کی بھی ضرورت نہ تھی کیونکہ وہ جگہ تو حضرت عیسٰی کے لئے مقرر ہو چکی تھی۔

پنجم۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت نبی کریم نے اپنی خصوصیت فرمائی انا سید ولد آدم و اول من ینشق عنہ القبر (جلد دوم کتاب الفضائل) یعنے میری قبر سب سے پہلے قیامت کے دن کھلیگی۔ اب اگر حضرت عیسٰی بھی اسمیں دفن ہوں تو وہ اس خصوصیت میں شریک ہو جاوینگے اور خصوصیت نہ رہیگی۔

ششم۔ حضرت عائشہ نے تین چاند اپنی گود میں دیکھے بس اگر حضرت عیسٰی کی قبر بھی ہونی ہوتی تو چار چاند دیکھتیں۔

ہفتم۔ اگر یدفن معی کے یہ معنی ہیں کہ ضرور ساتھ ہی دفن ہو۔ تو توفنا مع الابرار کے معنے ہونگے کہ نیکوں کے ساتھ ہی ہماری جان قبض ہو جاوے۔

ہشتم۔ ثم اماتہ فاقبرہ سے ظاہر ہے کہ یہ برزخی قبر مراد ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ بعض انسانوں کو خدا نہیں مارتا کیونکہ اگر خدا مارے تو ضرور ہے کہ وہ قبر میں بھی جاویں حالانکہ کئی دریا میں مرتے اور کئی جلائے جاتے ہیں پس مراد یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود عالم برزخ میں رسول اللہ کے ساتھ ہو گئے حدیث میں یہ بھی ہے القبر روضۃ من ریاض الجنۃ۔ یہ قبر بھی ڈیڑھ ہاتھ کی مراد نہیں ہوسکتی بلکہ برزخ کی قبر مراد ہے۔

نہم۔ رسول اللہ کا مقبرہ کھولنا یا قبر اکھاڑنا ایک مردہ کی تدفین کے واسطے کیا یہ بے ادبی نہیں ذرا کسی سے کہکر تو دیکھئے کہ تمہارے باپ کی قبر اکھاڑی جاوے گی۔

چند سوالات

اثنا عشری اصحاب سے

(۱) اصول مذہب شیعہ پانچ ہیں۔ توحید۔ عدل۔ نبوت۔ امامت۔ قیامت اور اہلسنت کے ہاں بھی پانچ ہیں۔ ایمان باللہ۔ ایمان بالملئکۃ۔ بالرسل۔ بالکتب۔ بالبعث بعد الموت شیعوں کے اصول میں عدل اور امامت گویا ایمان بالملئکۃ اور بالکتب کے قائمقام ہیں۔

اہلسنت کے اصول ہاخذ قرآن ہیں اور ان کا ذکر قرآن میں کئی مقامات پر بصراحت تمام ہے مثلاً اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون الخ اور دوسری جگہ بصیغہ امر حکم ہوتا ہے کہ یاایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ الخ اب دریافت طلب یہ ہے کہ عدل اور امامت پر ایمان لانیکا ذکر قرآن میں کہاں ہے۔ اور پھر خصوصاً در ذیل احکام ایمانیات۔

(۲) خدا تعالےٰ نے قرآن میں آیت استخلاف میں فرمایا ہے کہ میں ضرور خلیفے بناؤنگا تم میں سے اور بقول شیعہ کے آنحضرت صلعم نے جناب علی علیہ السلام کو باقاعدہ خلیفہ بھی بنا چھوڑا تھا۔ لیکن خلیفے ابوبکر و عمر ہو گئے اور ان کی خلافت کو غصب کر لیا۔ حالانکہ خدا فرماتا ہے واللہ غالب علیٰ امرہ اور لایخلف المیعاد۔ لیکن ان ارشادات الہی کے مخالف واقعہ ہوا۔ پس اس سے لامحالہ دو نتیجے نکلتے ہیں کہ یا تو سرے سے علی علیہ السلام کو خلیفہ اور خصوصاً خلیفہ بلافصل نہیں بنایا گیا تھا۔ یا خدا اپنے امر میں غالب نہیں ہے اور نہ اپنے وعدہ کا پاس کرتا ہے یا یہ ثابت کرنا چاہیے کہ پہلے بھی ہر خلیفے ہو گزرے ہیں جنکو خدا اور رسول نے تو خلیفہ بنایا تھا۔ مگر حریفوں نے انکی خلافت کی دال گلنے نہ دی۔

(۳) جناب علی علیہ السلام کو اگر بعد رسول صلعم خلیفہ بلافصل مانا جائے اور ان تمام مطاعن کو جو شیعہ برخلاف صحابہ کرام کیا کرتے ہیں حق بجانب مانا جائے مثلاً یہ کہ اصل قرآن کو محرف مبدل کیا گیا اور فدک غصب کر لیا۔ تمام احکام دین میں تغیر و تبدل کیا گیا۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیا گیا۔ بدعات کو جاری کیا گیا۔ اور حضرت علی علیہ السلام ان سب واقعات کو دیکھتے رہے اور مخالفین دین اور غاصبین کے معترض نہ ہوئے کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ انہوں

نے خلافت رسول صلعم کے اہم کام اور ذمہ داری کا کچھ خیال نہ کیا۔ اس موقعہ پر ان کا فرض تھا کہ وہ اپنی جان و مال سے حفاظت دین متین کی فرماتے اور جو کچھ بھی انکو خطرات اور مصائب پیش آتے جوانمردی اور خداداد شجاعت سے ان کا دفعیہ فرماتے اگر اس کوشش میں انکی جان بھی چلی جاتی تو پروا نہ کرتے اس جوانمردی میں ان کا نام نامی اور بھی زیادہ عزت و احترام سے لیا جاتا۔ اور آئندہ نسلوں میں ہمیشہ بڑے فخر سے انکا ذکر خیر ہوتا۔

(۴) کتب احادیث شیعہ میں پانچوقتی نمازوں کا ذکر ہے اور ان کے اوقات علیحدہ علیحدہ بتلائے گئے ہیں اور علاوہ فرائض کے نوافل کا بھی حکم ہے اور سخت تاکید آئی ہے کیا وجہ ہے کہ شیعہ صرف تین اوقات میں پانچ نمازیں ادا کر چھوڑتے ہیں اور صرف فرائض پر انکا عمل ہے نوافل بالکل ترک کر دیے ہیں۔

(۵) نماز جمعہ جس کا ذکر قرآن میں صریحاً آیا ہے شیعہ اسوقت بالکل تارک ہیں۔

(۶) کتاب من لا یحضرہ الفقیہ جو منجملہ چار کتب معتبرہ احادیث شیعہ کے ہے اسمیں ایک حدیث ہے کہ جو قبر کی تجدید کرے یا نقل بنائے وہ اسلام سے خارج ہے من جدد قبرا او مثل مثالاً فقد خرج عن الاسلام کیا اس سے تعزیہ بنانیکی ممانعت صاف طور پر ثابت نہیں

بشارات القرآن

(سلسلہ کے لئے دیکھو تشحیذ ماہ نومبر سنہ)

پیشگوئی نمبر ۷۰

انعام ع ۱۵ - جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ أَكَابِرَ مُجْرِمِيهَا لِيَمْكُرُوا فِيهَا ط وَمَا يَمْكُرُونَ إِلَّا بِأَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ط اور کئے ہمنے ہر ایک بستی میں اکابر مجرم لوگ - تاکہ وہ مکاریاں کریں اسمیں اور وہ مکاریاں انہیں کے پیش آتی ہیں لیکن نہیں شعور کر کے سمجھتے -

آیت ہذا میں اہل مکہ کے اکابر مجرم ابوجہل - ابولہب وغیرہ کے حق میں یہ پیشگوئی سنائی گئی تھی جبکہ وہ بڑے زور میں تھے انہوں نے آنحضرت کے قتل کرنے میں جو مکاریاں کیں - کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں آخر انجام وہی ہوا جو پیشگوئی میں فرمایا گیا تہا کہ اپنے ہی مکروں میں پھنس کر ہلاک ہونگے سو خدا کی بات پوری ہوئی -

پیشگوئی نمبر ۷۱

انعام ع ۱۵ - سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا صَغَارٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ (ترجمہ) بہت قریب وہ ساعت ہے کہ پہنچیگا اہل مکہ کے مجرموں کو عذاب ذلت و ہلاکت شدید کا اللہ کی جانب سے بسبب اسکے کہ تھے بری بری تدبیریں کرتے -

آیت ہذا میں بھی اہل مکہ کے مجرموں کے لئے عذاب شدید کی پیشگوئی موجود ہے - اور انکو عذاب کی پیشگوئی بار بار اسلئے سنائی گئی اور پے در پے متنبہ کیا گیا تا وہ ڈر جائیں اور اپنے حقیقی خدا اور رسول کی اطاعت بجا لاویں کیونکہ یہ انذاری پیشگوئیاں ہیں جنکا ٹلجانا اسکی سنت قدیمہ میں داخل ہے پر اہل مکہ نہ مانے ہلاک ہو گئے

پیشگوئی نمبر ۷۲

انعام ع ۱۶- وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۚ إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِن بَعْدِكُم مَّا يَشَاءُ كَمَا أَنشَأَكُم مِّن ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ آخَرِينَ ۝ (ترجمہ) اے نبی تیرا پروردگار بڑا غنی بے پروا غیر محتاج صاحب رحمت کا ہے اگر وہ چاہے لیجاوے تمکو اور بطور خلیفہ لے آوے بعد تمہارے جسے چاہے چنانچہ پیدا کیا تھا تمکو بھی کسی قوم دیگر کی ذریت سے۔

آیت ہذا میں بھی اہل مکہ کو خبر سنادی کہ وہ چاہیگا کہ تمہیں ہلاک کرد ے الا ماشاء اللہ اور تمہاری ذریت سے یا دوسری کسی قوم کی ذریت کو پیدا کر کے اپنے نبی کے فرمانبردار بنادے سوایسا ہی ظہور میں آیا کہی دیگر اقوام کی ذریت مسلمان ہوگئی۔

پیشگوئی نمبر ۷۳

انعام ع ۱۶ قُلْ يَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۗ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ۝ (ترجمہ) اے نبی کہدے اپنی قوم اہل مکہ کو کہ جو کچھ تم میرے بارے میں کرنا چاہو اپنے مکانوں۔ معبدوں میں بد دعا یا کوئی اور تدبیر جو کرنی چاہو کرلو اور میں بھی دعائیں مانگتا ہوں اور تبلیغ رسالت کررہا ہوں۔ پس بہت ہی جلد جان لوگے کہ کس کے واسطے عاقبت کا گھر جنت ہے بیشک وہ خدا ہم دونوں میں سے ظالم جو ہو اسے کبھی نجات اور کامیابی اور بامرادی کی راہ نہیں دکھائیگا۔

پس آیت ہذا میں ایک قسم کے مباہلہ کے انجام کی پیشگوئی ہے جو آخر اہل مکہ کے حق میں بد انجام لائی تھی۔ اور ابو جہل نے جو مباہلہ کے رنگ میں دعا مانگی وہ یہ ہے اللہم من کان منا افسد فی القوم واقطع للرحم فاحنہ الیوم یعنے اے خدا جو ہم دونوں میں سے تیری نگاہ میں مفسد ہے اور قوم میں پھوٹ ڈال رہا ہے اور قطع رحم کرتا ہے آج اسکو تو ہلاک کردے۔

پیشگوئی نمبر ۷۴

انعام ع۱۸ - فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَأْسَنَا - (ترجمہ) اگر مکّہ والے جھٹلاتے ہیں تجھکو پس اعلان کرے کہ رب تمہارا صاحب رحمت کھلی کا ہے اور اسکے عذاب کو بھی کوئی روکنے کی جرأت نہیں رکھتا جو قوم مجرم پر آتا ہے اور اسی طرح جھٹلایا انبیار کو ان لوگوں نے جو پہلے ان سے تھے اور مزہ چکھا انہوں نے عذاب جنگ ہمارے کا۔

آیت ہذا میں ایک زبردست پیشگوئی ہے کہ جھٹلانے والوں پر ضرور عذاب اللہ کا آنیوالا ہے جیسا کہ اسکی سنت قدیمہ میں یہ قانون واضح ہے۔ کہ جس قوم نے انبیار کی مخالفت کی اور لڑائی کی وہ ہلاک ہوا۔ سو اب بھی اہل مکہ کو ہوشیار رہنا چاہیئے کہ عذاب جنگ وغیرہ کا ضرور ہی آئیگا پس خدا کی بات پوری ہوئی۔

پیشگوئی نمبر ۷۵

انعام ع۱۸ - قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۔ (ترجمہ) یعنے اے نبی پکار کر کہدے کہ خدا تعالٰے کے دلائل قاطع دلوں تک تدریج پہنچنے والے ہیں اور اگر اللہ تعالٰے چاہیگا ہدایت کریگا تم سب کو۔

سو خدا تعالٰے نے اپنی اس پیشگوئی کو خطہ عرب میں پورا کرکے دکھایا۔ جہاں کوئی بجز مسلمانوں کے نظر نہیں آتا۔

درس الحدیث

(از افاضات حضرت اولوالعزم سیدنا محمود)

حدیث خالد بن مخلد۔ احدنی شقیقیہ۔ سلیمانؑ کے بیٹے کی ایک شق ماری ہوئی تھی۔ اس شق سے مراد دینی شق ہے وہ دین سے بے بہرہ تہا وہ جب سلطنت پر بیٹھا تو اسی وقت بنی اسرائیل کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

حضرت سلیمان نے جب وفات پائی تو رؤسا اور نوّاب اسکے پاس حاضر ہوئے اور اسے تخت پر بیٹھنے کی مبارکبادی اور اپنی اطاعت کا اظہار کیا اسنے یہ سنتے ہی انکو کہا کہ تم اطاعت اپنی خوشی سے کرو گے نہیں تو میں تمہیں جوتوں سے سیدھا کرونگا اور تمہاری اچھی طرح خبر لونگا کسی نے یوں کہنا اسے اسلئے سکہایا کہ اسکا رعب اور دبدبہ انپر بیٹھے گا اسلئے وہ برافروختہ ہوئے اور آپسمیں باہر نکلکر مشورہ کرکے اپنا ایک بادشاہ بنا لیا اور حضرت سلیمانؑ کے بیٹے کے ہاتھ میں صرف تہوڑا سا حصہ ملک کا رہ گیا تو اسکی شق ماری ہوئی تہی وہ دینی شق ہی تہی ورنہ ویسے تو وہ ثابت الجسد پیدا ہوا تہا۔

حدیث عمرو بن حفص۔ حیثما ادرکتک الصلوٰۃ فصلّ۔ بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ نماز مسجد میں ہی جاکر کے پڑھینگے اور اس خیال سے وہ اپنی کئی نمازیں ضائع کر دیتے ہیں اسلئے نبی کریم صلعم نے فرمایا جہاں نماز کا وقت آجاوے وہیں نماز پڑھ لیا کرو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی جماعت کو حکم دیا ہے کہ اگر تمہیں مسجد میں نماز نہیں پڑھنے دیجاتی تو اپنے گھروں میں ہی نمازیں پڑھ لیا کرو۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ پہلی مسجد جو بنائی گئی تو وہ مسجد حرام ہی ہے اور مسجد اقصیٰ بعد میں بنائی گئی مگر مسجد حرام کو تو حضرت ابرٰہیم و اسمٰعیل علیہما السلام نے بنایا تہا اور مسجد اقصیٰ کو حضرت سلیمان نے تعمیر کیا اور حضرت سلیمان تو کئی سو سال بعد آئے

اصل واقعہ یوں ہے کہ مسجد حرام کو تو حضرت ابراہیم نے بنایا اور اس سے چالیس سال بعد مسجد اقصیٰ کی بنیاد بھی انہوں نے رکھ دی مگر مسجد اقصیٰ کی بنیاد دیکر حضرت سلیمانؑ نے اسکو تعمیر کیا تہا

حدیث اسحٰق۔ فنزلت ۔ یہ آیت اتری۔ احادیث میں بعض جگہ بعض آیات کا شانِ نزول آتا ہے جس سے لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یہ آیت اسی وجہ سے اتری تھی۔ حالانکہ مختلف صحابہ مختلف واقعات بیان کرتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک اس آیت کو اپنے واقعہ پر چسپاں کرتا ہے تو اس سے پھر یہ کس طرح نکل سکتا ہے کہ یہ آیت خاص اسلئے اتری تھی اس عقیدے کا نتیجہ یہ نکلا کہ آخرکار مسلمانوں میں تفسیر کا علم بالکل ہی محدود ہو گیا۔

نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک آیت کے سات بطن ہیں لیکن ایک صحابی کہتے ہیں کہ ہر ایک آیت کے پچیس معنی ہیں تو کیا اس سے یہ مطلب نکلا کہ اس صحابی کا علم نبی کریم سے زیادہ وسیع تھا۔ نہیں بلکہ میں تو اس سے یہ سمجھتا ہوں کہ ہر ایک آیت کے سات بطن ہیں ہر ایک بطن کے پچیس معنی ہیں۔ اس طرح سے ایک سو پچھتر معنے بنتے ہیں۔

اس زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہر ایک آیت کے کئی نئے نئے معنے کھل رہے ہیں۔ کئی باتیں ہیں جو ہم تک نہیں پہنچ سکیں بلکہ وہ ان بزرگوں کے دماغوں میں ہی رہ گئیں۔ پھر شان نزول کا اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ پہلی حدیث میں تو نزلت کا لفظ ہے لیکن دوسری میں ہے الم تسمع اس سے بھی پتہ لگتا ہے کہ شان نزول خود ایک بنالیا ہوا ہے ورنہ دراصل کوئی بات نہیں

حدیث ھدبہ ابن خالد۔ ارسل الیہ۔ آپ بلوائے گئے ہیں اس سے پتہ لگتا ہے کہ ملائکہ کا کام کیسا عظیم الشان ہوتا ہے حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لیکر جاتے ہیں فرشتے دریافت کرتے ہیں کہ کون ہے آپنے کہا جبریل وہ پھر سوال کرتے ہیں ساتھ کون ہے جبریل فرمایا محمد صلعم فرشتے دریافت کرتے ہیں کیا ان کو بلوایا گیا ہے۔ آپنے کہا ہاں۔ تب جاکر انہوں نے اندر داخل ہونے دیا نیک آدمی کا فرض ہے کہ وہ جو اسکا فرض ہو اسے پورا کرے اور اس فرض کے ادا کرنے میں وہ کسی بڑے کے رعب میں نہ آوے اور اس سے ڈر کر اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے فرشتوں نے پہلے دریافت کرلیا ہے وقد ارسل الیہ کیا انہیں بلایا گیا ہے تب اجازت دی ہے یہاں وہ نظارہ دکھلایا ہے ویفعلون ما یؤمرون کہ فرشتے حکم کی اطاعت کرتے ہیں۔ مومن آدمی کو چاہیئے کہ وہ ملائکہ صفت بنے اپنے فرض کے ادا کرنے میں کسی سے ڈرے نہیں ❖

تصوّف

ایک پرانی نایاب قلمی منظوم مثنوی سے

(صرف تشحیذ کے لئے)

حالؔ چیست از نفس متواری شدن — پس ز استقبال جباری شدن
راہؔ چیست از جان تباہے یافتن — گنجہا وز دیدہ سرائے یافتن
سیرؔ چیست از جزو وجز بیرون شدن — ذرّہ بگذاشتن گردوں شدن
حُبؔ چیست از ہیش بجاں برخواستن — پیشِ جاناں - جاں فشاں برخواستن
اُنسؔ چیست از خود رہائی یافتن — در سویدا - آشنائی یافتن
مہرؔ چیست از سنگ پستاں ساختن — طفلِ خود را مرد کیہاں ساختن
وصلؔ چیست از نیستی ہست آمدن — پس ازیں ہر دو بروں مست آمدن
نفحہؔ چیست از لاہو اللہ ہو شدن — پس دو عالم نفس یک آہو شدن
شرعؔ چیست از عشق تحقیق آمدن — وررہ احمدؐ چو صدیق آمدن
شرمؔ چیست از لطف نا آمیختن — سایۂ حق دیدن و بگریختن
چارہؔ چیست از بود نابود آمدن — پس بہیچ از جملہ خوشنود آمدن
جہدؔ چیست از دیدہ دریا ریختن — وز روش از آب گرد انگیختن
جذبہؔ چیست از خویش بے بہرہ شدن — بر پر جبریل بر سدرہ شدن
جودؔ چیست از جملہ با ہیچ آمدن — ہیچ را فی الجملہ با ہیچ آمدن
عدلؔ چیست انصاف از خود خواستن — ہیچ انصاف از کسے ناخواستن
فضلؔ چیست اسرار ما را کس شدن — تا ابد جاں پیش صورت بس شدن
وعدہؔ چیست از ذوق ساماں داشتن — ذرہ ذرہ محو قرباں داشتن
نہیؔ چیست از درد در دیر آمدن — غیر دیدن - درد لا غیر آمدن
فتحؔ چیست آئینہ را پشت آمدن — از ہمہ تن با یک انگشت آمدن

چندہ سالانہ رفیق حیات صرف ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک

پیشگی

منیجر رفیق حیات قادیان (پنجاب)

رفیق حیات

جو کہ سال میں بارہ دفعہ شائع ہوتا ہے

نیم حکیموں کے پھندے سے رہائی دلانے والا۔ مایوس مریضوں کو سچی ہمدردی کے ساتھ مفت مشورہ دینے کے علاوہ علمی طبی علوم پر محققانہ بحث کرنے والا اعلیحضرت حکیم الامۃ مولٰنا نور الدین خلیفۃ المسیح اول کے مجربات صحیح طور پر درج کئے جاتے ہیں باوجود ان خوبیوں کے حسب خواہش خریدار رفیق حیات کو ذیل کی ادویہ میں سے ایک دوائی مفت نذر ہوگی

دوائی جریان	سرمہ نور	دوائی ریح و قبض کشا
مفت	مفت	مفت

قدامت مادہ و تناسخ کی تردید

اس نام کا ٹریکٹ نہایت موزون جیبی تختی سفید کاغذ پر چھپا ہے فاضل مصنف نے آریوں ہی کی کتب سے بہت سے نقلی جواب جمع کر دیئے ہیں جس سے مذکورہ بالا آریوں کے ہردو مسائل کا تار و پود فوراً ٹوٹ جاتا ہے علاوہ نقلی حوالہ جات کے عقلی دلائل بھی مرقوم ہیں جن احباب کو اسکی طلب ہو وہ ۲ کا ٹکٹ برائے محصولڈاک بھیجکر ذیل کے پتہ سے مفت منگوا سکتے ہیں۔

ان ہردو کے ملنے کا پتہ: منیجر رفیق حیات قادیان (پنجاب)

رجسٹرڈ وایل نمبر ۵۶۴

نوٹ: کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی تیار کردہ ۱۹۱۶ء کی کافوری جنتری نہایت خوبصورت اعلیٰ درجہ کی چکنے کاغذ پر چھپی ہے اور بلا قیمت محصولڈاک قدردانوں کے پاس بھیجی جاتی ہے اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ پر دس متفرق جگہ کے شریف پڑھے لکھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھکر بھیجدیجئے جنتری بواپسی ڈاک آپکی خدمت

دیکھئے اڈیٹر صاحب رسالہ تمدن دہلی اپنے رسالہ اپریل کے نمبر میں کیا لکھتے ہیں۔ ملک میں بہت سے اشتہاری طبیب دوائیاں فروخت کرتے ہیں اور انہیں کثرت ایسے لوگوں کی ہے جنکی وجہ سے واقعی مفید دوا کا بھی اعتبار قائم نہ رہا مگر ڈاکٹر ایس کے برمن صاحب کے مشہور کارخانہ کی ادویہ جنمیں سے دو کا تجربہ کے بعد ہمنے گذشتہ سال میں ریویو کیا درحقیقت اسم بامسمّیٰ ہیں اسوقت ہم دانت کے درد اور کان کے بہنے کے متعلق لکھ رہے ہیں جو ہمنے اپنے تجربہ میں تیر بہدف پائیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحبکا کارخانہ ملک میں وقعت سے دیکھا جائیگا۔

رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور بابت ماہ فروری ۱۹۱۶ء
جناب ڈاکٹر ایس کے برمن صاحب کی دیگر دواؤنکی طرح کان کے بہنے کی دوا بھی تجربہ میں پوری اتری ہے اور کان کے امراض کے لئے لاثانی دوا ثابت ہوئی ہے اسکی قیمت فی شیشی ۱۲ ہے اور پچکاری کی جو کی قیمت جسکا استعمال اسکے ساتھ ہوتا ہے ۲ ہے اور ان دونکا محصولڈاک ۵ ہے

(اڈیٹر رہنمائے تعلیم لاہور)

ڈاکٹر برمن کی بنائی ہوئی کان بہنے کی دوا
کان کا بہنا یعنے کان پک کر اسکے اندر سے مواد کا نکلنا نیا ہو یا پرانا اس دوا کے استعمال سے فوراً ہی آرام ہو جاتا ہے اس علاج میں چونکہ کان کو اندر سے دھوکر ایمیں دوائی ڈالنی پڑتی ہے اسلئے پچکاری کی بھی ضرورت ہوتی ہے قیمت فی شیشی ۱۲ پچکاری کی ۲ محصولڈاک ۵

ڈاکٹر برمن کا جوہر پیپرمنٹ — یہ غالباً سب لوگ ہی جانتے ہونگے کہ معمولی درد شکم میں جوہر پیپرمنٹ کو استعمال کرتے ہیں مگر بازار کے جوہر میں دوسری چیز ملی ہوتی ہیں جس کی وجہ سے وہ پورا نفع نہیں کرتا ہے یہ پیپرمنٹ کا خالص جوہر جاپان کے ایک مشہور کارخانہ سے تیار کر کے منگوایا گیا ہے اور اسلئے آدھے چاول کے برابر پان میں رکھکر کھانے سے منہ کی بدبو پیٹ کے درد اور ریاح کو دور کر دیتا ہے کافور اور جوہر پیپرمنٹ برابر حصوں میں تیل میں ڈالنے سے اور وہ تیار شدہ تیل کنپٹی میں لگانے سے درد سر کو دور کرتا ہے ہتھیلی میں تھوڑا سا جوہر ملا کر درد کی جگہ مالش کرنیسے درد کو فوراً آرام ہو جاتا ہے قیمت فی شیشی ۶ محصولڈاک ایک سے چار تک ۵

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ